بعض اہم اور ضروری امور

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بعض اہم اور ضروری امور

(تقریر فرمودہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۳۲ء بر موقع جلسہ سالانہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

عورتوں کیلئے ناکافی جلسہ گاہ

آج میرا گلا قریباً پہلے ہی دن بیٹھ گیا ہے کیونکہ ہمارے منتظمین نے عورتوں کی جلسہ گاہ اس دفعہ بڑھائی نہیں تھی اور جس قدر خواتین آئیں ان کی تعداد گزشتہ سال کی نسبت قریباً ڈیوڑھی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں تقریر کرنے کیلئے جلسہ گاہ میں پہنچا تو اس میں تل دھرنے کی بھی جگہ باقی نہ تھی اور سینکڑوں عورتیں باہر کھڑی تھیں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح خواتین سمٹ کر بیٹھ جائیں تاکہ باقی خواتین کیلئے جگہ نکل سکے مگر تمام کوشش کرنے کے باوجود اتنی جگہ نہ نکل سکی کہ سب خواتین سماسکیں اور سینکڑوں ہی باہر کھڑی رہیں حالانکہ ارد گرد کے مکانات کی چھتیں بھی عورتوں سے پُر ہو چکی تھیں۔ آخر آدھ گھنٹہ کی جدوجہد کے بعد میں نے سوچا اب ایک ہی تجویز ہے جس پر عمل کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ قادیان کی جتنی خواتین ہیں وہ جلسہ سے چلی جائیں اور اپنی جگہ باہر سے آنے والی خواتین کو دے دیں۔ اس پر قادیان کی عورتوں کو جن کی تعداد کئی سو تھی جلسہ گاہ سے نکال کر مہمان خواتین کو جگہ دی گئی تب بھی خواتین بمشکل سماسکیں نتیجہ یہ ہوا کہ اس افراتفری میں بہت شور پڑ گیا۔ عورتیں باوجود سمجھانے کے بچوں کو ساتھ لے آتی ہیں اور مہمان عورتوں کیلئے مشکل بھی ہے کہ اپنے بچوں کو کہاں چھوڑیں اس لئے انہیں ساتھ لانے ہی پڑتے ہیں۔ جب عورتیں جلسہ گاہ میں جگہ کی گنجائش نکالنے کیلئے کھڑی ہوئیں تو بچے رونے لگ گئے ان کے ساتھ عورتوں کے چیخنے چِلّانے کا شور بھی مل گیا اور پھر یہ شور بند نہ ہوا اس وجہ سے تقریر کرتے ہوئے مجھے بھی بہت چیخنا پڑا اس لئے بجائے اس کے کہ کل میرے

گلے پر اثر پڑتا میں آج ہی ماؤف گلے کے ساتھ یہاں آیا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ منتظمینِ جلسہ آئندہ انتظام کے سلسلہ میں عورتوں کو بھی مدنظر رکھا کریں گے اور انہیں اس طرح نذرِ تغافل نہ کر دیا کریں گے تا کہ اس قسم کی مشکلات ان کی جلسہ گاہ کے متعلق پیش نہ آئیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک عورتوں میں بیداری نہ پیدا ہو اس وقت تک مردوں کیلئے ترقی کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ عورتوں کا ایمان بہت مستقل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اتنا فکر نہیں دیا جتنے جذبات دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایمان تو بڑھیا کا سا ہونا چاہئے۔ سارا دن دلائل دیتے رہو سب کچھ سن سنا کر کہہ دے گی وہی بات ٹھیک ہے جو میں مانتی ہوں۔ مومن کو بڑھیا کی طرح تو نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی بات تسلیم ہی نہ کرے لیکن اس کا ایمان ایسا ہونا چاہئے کہ کوئی چیز اسے ہلا نہ سکے۔ غرض عورتوں کا ایمان قابلِ تعریف ہوتا ہے ان میں جہالت بھی زیادہ ہوتی ہے مگر ایمان میں بھی بہت پختہ ہوتی ہیں۔ میں نے کئی بار سنایا ہے میراثی قوم کی ایک عورت تھی جو گانے بجانے کا کام کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں وہ یہاں اپنے لڑکے کو لائی جو عیسائی ہو گیا تھا اور گفتگو میں مولویوں کے منہ بند کر دیتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے نصیحت کی مگر وہ بھی کچھ ایسا پکا تھا کہ ایک دن موقع پا کر باوجودیکہ مسلول تھا رات کو بھاگ گیا۔ جب اس کی ماں کو پتہ لگا تو اس کے پیچھے گئی اور بٹالہ سے پکڑ کر پھر لے آئی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رو رو کر کہتی کہ ایک بار اسے کلمہ پڑھا دیں' پھر خواہ مر ہی جائے۔ آخر خدا تعالیٰ نے اس کی زاری کو قبول کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کا لڑکا مسلمان ہو گیا اور پھر مر گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا طبقہ یونہی نہیں بنایا۔ جہاں فکر' جرأت اور بہادری کا تعلق مرد کے دماغ سے ہے' وہاں صبر و استقلال کا تعلق عورت کے دماغ سے ہے۔ یہی دیکھ لو کتنے صبر و استقلال سے عورت بچے پالتی ہے۔ مرد اس طرح کر کے تو دکھائے بچے ذرا شور ڈالیں تو مرد چیخ اُٹھتا ہے کہ کام خراب ہو رہا ہے بچوں کو روکو مگر عورت رات دن سنتی ہے اور اس شور سے لذت حاصل کرتی ہے۔ غرض عورتیں مردوں کی تکمیل کا جزو ہیں بغیر ان کی تربیت کے سچائی قائم نہیں ہو سکتی۔ اولاد کی تربیت بھی ان کے ذمہ ہوتی ہے اگر ان کی اپنی تربیت ہی نہ ہو تو اولاد کی کیا کر سکیں گی ان کیلئے جلسہ گاہ کو بھی ہر سال وسیع کیا جایا کرے۔

لاؤڈ سپیکر کی ضرورت

اس کے ساتھ ہی ان کیلئے لاؤڈ سپیکر ضروری ہے کیونکہ ان کے ساتھ بچے ہوتے ہیں جو شور مچاتے ہیں۔ اس قدر مرد جو یہاں بیٹھے ہیں ان سے نصف تعداد کی عورتوں کیلئے لاؤڈ سپیکر چاہئے۔ عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت نصف ہوگی مگر میں تقریر کرتے ہوئے جِدھر منہ پھیرتا اُدھر سے ہی کہنے لگ جاتیں کچھ سنائی نہیں دیتا حالانکہ میں پورے زور سے گلا پھاڑ پھاڑ کر بول رہا تھا۔ تو عورتوں کیلئے لاؤڈ سپیکر کی جلد ضرورت ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ مردوں سے جلد اس کیلئے چندہ جمع کر دیں گی۔ مردوں کیلئے بھی لاؤڈ سپیکر کی ضرورت ہے۔ بہت سے لیکچرار اس لئے جلسہ میں لیکچر دینے کیلئے مقرر نہیں کئے جاتے کہ ان کی آواز سارے مجمع میں نہ پہنچ سکے گی۔ اگر لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہو جائے تو ان کو بھی لیکچر دینے کا موقع دیا جاسکتا ہے۔

سفارشات

میں لیکچر شروع کرنے سے پہلے کچھ سفارشات کرنا چاہتا ہوں جو میں مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا[1] کے ماتحت ہمیشہ کیا کرتا ہوں۔

پہلی سفارش

پہلی سفارش تو ایک صاحب کے متعلق ہے جن کا لڑکا گم ہو گیا ہے۔ وہ دوست جموں کے رہنے والے ہیں اور گم شدہ لڑکے کا نام عبدالکریم ہے۔ وہ دوست غریب آدمی ہیں۔ وہ لڑکے کی زیادہ تصاویر نہیں چھپوا سکتے۔ ایک تصویر انہوں نے دی ہے جس کے متعلق میں انتظام کر دوں گا کہ جو دوست ملاقات کے لئے آئیں ان کو دکھاتے جائیں اور کمروں میں بھی دکھا دی جائے۔ تصویر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے کے چہرہ کے نقوش ایسے ہیں کہ ان سے جلد شناخت کیا جا سکتا ہے۔ دوست خیال رکھیں اگر اس شکل و شباہت کا لڑکا انہیں کہیں ملے تو وہ قادیان میں اطلاع دیں۔ یہاں سے لڑکے کے رشتہ داروں کو اطلاع دے دی جائے گی۔

دوسری سفارش

دوسری سفارش مَیں سید دلاور شاہ صاحب کے متعلق کرنا چاہتا ہوں۔ وہ جو کام پہلے کرتے تھے اس میں بعض وجوہات کے باعث نقص پیدا ہو گیا ہے یعنی پریس وغیرہ کی دِقّتیں درپیش ہیں۔ انہوں نے کتب خانہ جاری کیا ہے اور وہ خواہش کرتے ہیں کہ جو دوست کتابیں منگوانا چاہیں وہ ان سے منگوایا کریں اور جو کتابیں ان کے پاس موجود ہیں وہ خرید کر ان کی مدد کریں۔ مینیجر اسلامیہ پریس بک ڈپو لاہور ان کا پتہ ہے ان کے پاس سلسلہ سے تعلق رکھنے والی کتابیں بھی ہیں۔ مثلاً مباحثہ لاہور جو مولوی غلام رسول صاحب

راجیکی نے کیا تھا۔ عام طور پر لوگ مولوی صاحب کا کلام پسند کرتے ہیں' وہ خریدیں۔ دوسری کتاب "تحقیق واقعاتِ کربلا" ہے۔ جو ہمارے دوست اور میرے استاد منشی خادم حسین صاحب خادم بھیروی نے لکھی ہے اور بہت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ خادم صاحب کا طرزِ تحریر ایسا ہے کہ شیعہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے سخت لکھا بلکہ اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا کلام بہت نرم اور میٹھا ہوتا ہے وہ جو کچھ لکھتے ہیں احمدیت کی روشنی میں لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں۔ جو دوست سید دلاور شاہ صاحب کی کتابیں خریدنا چاہیں وہ ان سے لاہور کے پتہ سے منگوالیں۔

تیسری سفارش

تیسری سفارش سلسلہ کی ان کتب کے متعلق کی جاتی ہے جو اس سال نئی شائع ہوئیں یا دوبارہ شائع ہوئیں' مسئلہ کشمیر' ہندو راج کے منصوبے' مقدمہ بہاولپور میں بیان وغیرہ بک ڈپو نے شائع کی ہیں اور منشی فخرالدین صاحب نے مترجم قرآن' درس القرآن حضرت خلیفہ اول اور بعض اور کتابیں شائع کی ہیں اسی طرح دوسرے کتب فروشوں کی کتابیں ہیں۔ ہماری جماعت خدا کے فضل سے علمی جماعت ہے احباب کو چاہئے کہ کتب شائع کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کیا کریں تاکہ وہ جلدی جلدی اور کتب شائع کرتے رہیں۔

اس سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو کتابیں تحفہ گولڑویہ' اور کتاب البریہ بھی شائع ہوئی ہیں۔ ان کے متعلق تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے متعلق سفارش کرنا ایک قسم کی ہتک ہے اس لئے ان کے متعلق تو میں سفارش کا لفظ نہیں کہہ سکتا ہاں احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ کتابیں جو نایاب تھیں' دوبارہ چھپ گئی ہیں احباب ان سے فائدہ اٹھائیں۔

چوتھی سفارش

چوتھی سفارش سید ممتاز علی صاحب مالک اخبار تہذیب النسواں لاہور کی ایک کتاب مضامینِ قرآن کے متعلق ہے۔ سید صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب لاہور گئے تو اس کتاب کا مسودہ منگوا کر اس کے ذریعہ بعض حوالے نکالے تھے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بات صحیح ہوگی اور اس طرح کتاب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت بھی حاصل ہے۔ میں نے دیکھا ہے اس قسم کی پہلی کتابوں سے یہ بہتر کتاب ہے۔ مختلف مضامین کی آیتیں اس کے ذریعہ بآسانی نکالی جا سکتی ہیں

کیونکہ ہر مضمون کے متعلق آیات یکجا کر دی گئی ہیں۔ اس کتاب سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک اس کی چند جلدیں شائع ہو چکی ہیں جو بہت خوشخط اور عمدہ ہیں۔

پانچویں سفارش

پانچویں سفارش اخبار ایسٹرن ٹائمز کے متعلق ہے۔ میں نے گزشتہ سال کے جلسہ کے موقع پر بھی اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مسلمانوں کو اپنے انگریزی پریس کو مضبوط کرنے کی بے حد ضرورت ہے مگر مسلمانوں کی بے توجہی سے مُسلم آوٹ لُک تو بند ہو گیا اب ایسٹرن ٹائمز جاری ہے مگر اس کی بھی وہی حالت ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے ابھی تک یہ بات محسوس نہیں کی کہ علمی طور پر بھی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندوؤں کے متعلق میں نے دیکھا ہے ان کے اخبارات کو سمجھنے کیلئے خاص ہی دماغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کبھی مجھے "ملاپ" یا "پرتاب" دیکھنے کا اتفاق ہوا میں نے دیکھا بعض اوقات ایک فقرہ کو سمجھنے کیلئے کئی کئی منٹ لگتے ہیں۔ پھر جتنی کتابت وغیرہ کی غلطیاں ان اخباروں کے ایک ایک پرچہ میں ہوتی ہیں اتنی مسلمان اخبارات کے ایک مہینہ کے پرچوں میں بھی نہیں ہوتیں۔ مگر باوجود اس کے جس ہندو کو دیکھو اس کے ہاتھ میں "ملاپ" یا "پرتاب" یا کوئی اور ہندو اخبار ہو گا۔ ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ابتداء میں ہی تکمیل چاہتے ہیں اور جب تک ان کے نزدیک کوئی کام مکمل نہ ہو اس کی طرف متوجہ ہونا ضروری نہیں سمجھتے۔ میں نے اپنی جماعت میں بھی دیکھا ہے کوئی کام سپرد کرو جب اس کے متعلق پوچھا جائے تو یہی کہا جاتا ہے کہ ابھی مکمل نہیں ہوا حالانکہ انسانی کام کبھی مکمل نہیں ہو سکتے حتّٰی کہ جس بات کو مکمل سمجھ لیا جائے وہ بھی مکمل نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ میں نے دعا قبول ہونے کے طریق کے متعلق خطبے پڑھے جب میں آخری خطبہ پڑھ کر آیا تو خیال پیدا ہوا کہ شائد اب کوئی طریق باقی نہیں رہ گیا۔ اس دن میں نے گھر آکر سنتیں پڑھیں۔ سنتیں پڑھتے ہوئے قراءت پڑھ کر جب میں رکوع میں گیا تو اتنے سے قلیل وقت میں دو نئے طریق مجھے معلوم ہوئے اس پر مجھے بہت شرم آئی کہ میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ تمام طریق ختم ہو گئے بدظنی سے کام لیا۔ مجھے ایک سیکنڈ میں دو زبردست طریق بتا دیئے گئے۔

مسلمانوں میں تکمیل کا غلط خیال پایا جاتا ہے۔ کوئی انسان مکمل نہیں اور نہ کسی انسانی کام کو تکمیل حاصل ہے۔ تکمیل صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے۔ اگر کسی انسان کو مکمل سمجھا جاتا ہے تو وہ بھی نسبتی تکمیل ہے ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل انسان سمجھتے ہیں مگر کیا یہ کہتے ہیں کہ

آپ کی روحانی ترقی اب جاری نہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے تو وہ رسول کریم ﷺ کی ہتک کرتا ہے اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کی روحانی ترقی جاری ہے تو معلوم ہوا کہ آپ کے مکمل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ تمام انسانوں سے آپ مکمل ہیں۔ نہ یہ کہ آپ میں ترقی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہم ہر روز **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ** کہتے ہیں۔ اگر سب کچھ رسول کریم ﷺ کو مل چکا ہے تو پھر یہ کہنے کے کیا معنی؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے خزانے اتنے وسیع ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی ترقی بھی ہمیشہ ہوتی رہے گی۔

مسلمان اسلامی انگریزی اخبارات کے متعلق یہی کہتے رہتے ہیں کہ ان میں سٹیٹسمین کی سی خوبیاں نہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ابتداء میں ایسی خوبیاں کس طرح پیدا کی جا سکتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر سٹیٹسمین میں خوبیاں ہیں تو اسے بھی خریدو لیکن کم از کم ایک مسلمان اخبار بھی ضرور خریدو۔ میں چودہ پندرہ اخبارات خریدتا ہوں اگر میں ایک ہی اخبار خریدتا تو بھی ایسٹرن ٹائمز یا کوئی اور اسلامی پرچہ ضرور خریدتا خواہ اس کے پڑھنے میں کتنی ہی تکلیف ہوتی۔ جو صاحب ایک ہی اخبار خرید سکتے ہیں انہیں میں کہتا ہوں ایسٹرن ٹائمز خریدیں۔ خریداروں کے بڑھنے سے ہی اخبارات ترقی کر سکتے ہیں اور مکمل بن سکتے ہیں۔

چھٹی سفارش

ایک سفارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کشمیر کے متعلق منشی محمد دین صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری اخبار لاہور نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں عُمدہ عُمدہ کتابیں بھی ہیں۔ کشمیر کے متعلق حالات معلوم کرنے والے اصحاب وہ کتابیں خریدیں۔

ساتویں سفارش

ایک ضروری سفارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ منشی احمد دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی ہیں' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جو مقدمات مخالفین نے دائر کئے تھے ان کے دوران میں بڑی خدمت کرتے رہے ہیں' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ان سے انس تھا' وہ آج کل بیکار ہیں ان کی آنکھوں میں نقص پیدا ہو گیا ہے اور ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ ان کو کتابوں کا عشق رہا ہے اور انہوں نے سلسلہ کی اور دوسری دس ہزار مالیت کے قریب کی کتابیں جمع کی ہوئی ہیں بیسیوں ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی شائع شدہ آپ کی تصانیف حاصل کرنے کا شوق ہو جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے اور وہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے وقت کی شائع شدہ کتب کی قدر جانتے ہوں وہ خرید سکتے ہیں۔ دس ہزار کی کتابیں اگر تھوڑی تھوڑی بکتی رہیں تو ان کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ مفتی محمد صادق صاحب کے پاس ان کتب کی فہرست ہے دوست ان سے معلوم کر سکتے ہیں۔

آٹھویں سفارش

ایک اور سفارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے صحابی بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ہیں۔ ان کے لڑکے نے فوٹو کی دکان نکالی ہے میں اپنے آپ کو مستثنیٰ کرتا ہوا کہتا ہوں مکان سجانے کیلئے کیمرے کے فوٹو رکھنا ناجائز نہیں اگرچہ یہ ڈر ہو سکتا ہے کہ کوئی بری صورت نہ پیدا ہو جائے مگر فوٹو کا فائدہ بھی ہو سکتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا فوٹو شائع کیا بھائی جی کے لڑکے نے فوٹو بنائے ہیں جو دوست دوسروں کو دکھانے کیلئے یا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں دیکھا آپ کی شکل دیکھنے کیلئے وہ فوٹو خرید سکتے ہیں۔ میں نے اپنے آپ کو مستثنیٰ اس لئے کیا ہے کہ میرے کمرہ میں جو فوٹو ہوتے ہیں وہ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی صاحب دے جاتے ہیں کہ یہاں رکھ دو وہ کمرے میں پڑے رہتے ہیں پھر صفائی کرنے والے اُٹھا کر کہیں رکھ دیتے ہیں ورنہ میں نے کبھی کوئی فوٹو نہیں رکھا نہ مجھے کبھی یہ خواہش پیدا ہوئی۔

پروگرام جلسہ میں تبدیلی

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال جلسہ سالانہ کے پروگرام میں کچھ تغیرات کئے گئے تھے۔ میرے پاس شکایتیں آئیں کہ ہر سال ایک ہی قسم کے مضامین کی تکرار کی جاتی ہے۔ گو بیان کرنے والوں کا پیرایہ مختلف ہو' استدلالات میں فرق ہو مگر چیز وہی ہوتی ہے جو پہلے کئی بار پیش کی جاتی ہے۔ مثلاً وفاتِ مسیح' صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ کے مسائل۔ ان حالات کو دیکھ کر اب کے میں نے پروگرام میں بعض اصلاحات کیں اور نظارت دعوت و تبلیغ کو بتایا کہ ایک ہی مضمون کو کئی طریق سے بیان کیا جا سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ اس کے عنوان مقرر کر دیئے جائیں اور ہر سال وہ عنوان بدلتے رہیں۔ اس طرح لیکچر دینے والا مجبور ہو گا کہ مطالعہ کرے تحقیق کرے اور غور و فکر سے اپنے مضمون کی تیاری کرے۔ اب کے میں نے مضامین کے **ہیڈنگس** خود مقرر کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے لیکچرار مقرر کئے گئے' وہ گھبرا گئے۔ ان میں سے بعض کی تو مَیں نے مدد کر دی اور انہیں مضامین کے متعلق ضروری اصول بتا دیئے۔ اگر اس طرح مضامین بیان کئے جائیں تو سالہا سال تک ایک ہی موضوع پر لیکچر دیئے جا سکتے ہیں۔ آئندہ

انشاء اللہ اسی طرح مضامین مقرر کئے جایا کریں گے۔ یعنی مضامین تو وہی ہونگے۔ لیکن ان کے ہیڈنگس مختلف اور نئے مقرر کئے جایا کریں گے۔

ایک اور فیصلہ

اسی سلسلہ میں یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ ہمارا سٹیج جلسہ سالانہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں ہوتا ہے اس لئے اس سٹیج پر پرانے صحابہ اور پرانے کارکنوں کو بولنا چاہئے اور نئے آدمیوں کیلئے یہ رکھا تھا کہ کم از کم سات آٹھ سال انہیں خدمتِ دین کا موقع ملا ہو اور ان کی رائے سُلجھ چکی ہو۔

فیصلہ میں حکمت

میں نے یہ فیصلہ ایک حکمت کے ماتحت کیا تھا اور وہ حکمت یہ ہے کہ دنیا میں صرف علم ہی رائے کو پختہ کرنے کیلئے کافی نہیں ہوتا بلکہ تجربہ بھی رائے کو سلجھاتا ہے اور نوجوانوں کے مقابلہ میں عمر رسیدہ لوگوں کی رائے بہت پختہ ہوتی ہے۔ ادھر نوجوانوں میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ آگے بڑھیں اگر اس کیلئے کوئی حد بندی نہ ہو تو وہ بوڑھے جنہوں نے علم اور تجربہ تو حاصل کیا ہوا ہے مگر ان میں جنگی سپرٹ نہیں ہوتی ان کو ایسے نوجوان پیچھے کر دیں گے۔ اس حکمت کے ماتحت میں نے کہا ہمیں ابھی سے یہ انتظام کر دینا چاہئے کہ تجربہ کار بوڑھوں کو پیچھے نہ ڈالا جاسکے۔ اس پر نوجوانوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں آج نہیں تو آج سے چند سال بعد ان کو بولنے کا موقع مل سکے گا اور اگر وہ گھبراتے ہیں تو پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص خود کسی عہدہ کا طلب گار ہوتا ہے اسے عہدہ نہ دو[۲] اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ بھی احتیاط کرتا ہے چنانچہ نبوت کے سٹیج پر چالیس سال کی عمر کے بعد ہی لاتا ہے ورنہ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی جب پندرہ بیس سال کی عمر تھی اس وقت نَعُوْذُ بِاللّٰہِ آپ میں کوئی نقص تھا۔ نبی کی طبیعت تو بچپن میں ہی سُلجھی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ چونکہ انبیاء کو دنیا کیلئے مثال بنانا چاہتا ہے اس لئے پختہ عمر کے بعد نبوت کے درجہ پر فائز کرتا ہے۔ خادم صاحب کو جو یہ شکوہ پیدا ہوا ہے کہ کسی نقص کی وجہ سے ان کو تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا یہ درست نہیں۔ نقص ان کا نہیں بلکہ ان کی عمر کا ہے اور جو شکایت انہوں نے پیش کی ہے وہ میرے علم کے بغیر وقوع پذیر ہوئی ہے۔ وہ منتظمین کی غلطی تھی ان کا فرض تھا کہ جو اصل میں نے قرار دیا تھا اس کے مطابق کام کرتے۔ باقی اللہ تعالیٰ اگر کسی کو نیابت کا درجہ عطا کر دے تو اور بات ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت عطا ہوتی ہے تو کوئی بندہ اسے روک نہیں سکتا۔

علمی مضمون کے متعلق اطلاع

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ طریق ہے کل کی تقریر کیلئے مَیں نے علمی مضمون رکھا ہے اس کیلئے دوست کاغذ پنسل لے کر آئیں اور منتظمین روشنی کا انتظام کریں تا کہ اندھیرا ہو جانے پر دوست آسانی سے تقریر کے نوٹ لے سکیں۔ بعض دوست تقریر کے نوٹ لینے میں اس لئے سستی کرتے تھے کہ تقریر چھپ جائے گی لیکن خدا تعالیٰ کی مصلحت کے ماتحت چار سال سے سالانہ جلسہ کی تقریریں چھپی ہی نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کل کے لیکچر میں بعض حصے ایسے ہوں گے کہ وہ نوجوان طبقہ جو عیسائیوں کے اثر سے متأثر ہے اس کیلئے بہت مفید ہونگے اور عیسائیت کے فتنہ کے مقابلہ میں ان سے بہت کچھ مدد ملے گی۔

جلسہ سالانہ کی اہمیت

اس کے بعد جلسہ سالانہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس جلسہ کو خدا تعالیٰ نے بڑی اہمیت دی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص نشان ہے۔ جماعت کو چاہئے کہ اسے پوری شان کے ساتھ قائم رکھے اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آج تک جماعت نے اس جلسہ کی شان قائم رکھی ہوئی ہے۔ آج (۲۷۔ دسمبر) کی رپورٹ مظہر ہے کہ گزشتہ سال کی نسبت آج چار ہزار مہمانوں کی زیادتی ہے۔ یعنی چار ہزار زائد مہمانوں کو کھانا دیا گیا۔ جلسہ گاہ کے لحاظ سے بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ بھری ہوئی ہے اور ابھی لوگ باہر کھڑے ہیں حالانکہ اس دفعہ گزشتہ سال کی نسبت ۳×۳ فٹ بڑھ گئی ہے۔ یعنی منتظمین کو تو بڑھانے کا خیال نہ تھا لیکن اتنی بڑھ گئی۔ احباب کو کوشش کرنی چاہئے کہ جب خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑھ رہی ہے تو سالانہ جلسہ میں حاضری بھی بڑھے۔ باقی رہا یہ کہ پھر خرچ کی کیا صورت ہوگی اس کے متعلق **لَا تَخْشَ عَنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا** [۳] کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے متعلق کمی کا خیال کبھی نہیں کرنا چاہئے بلکہ زیادتی کی امید رکھنی چاہئے۔ اسی طرح یہ خیال کہ بہت زیادہ لوگ آ گئے تو پھر وہ تقریریں کس طرح سن سکیں گے۔ اس کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب لوگ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سننے کیلئے آئیں گے تو خدا تعالیٰ ان کو سنانے کا انتظام بھی کر دے گا۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک آلہ لاؤڈ سپیکر بنوا دیا ہے چونکہ تبلیغ کی تکمیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے مخصوص تھی اور اس کیلئے جلسہ رکھا گیا اور جب یہ زمانہ آیا کہ کثیر مجمع کو سنانا مشکل ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے لاؤڈ سپیکر نکال دیا۔ اگر حضرت مسیحؑ کی جماعت تبلیغی جماعت تھی تو ان کے وقت

لاؤڈ سپیکر کیوں نہ بنائے گئے۔ اس آلہ کا اب ایجاد ہونا بھی بتاتا ہے کہ یہ کام رسول کریم ﷺ کی امت سے وابستہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے وابستہ تھا۔ پس کوشش کرنی چاہئے کہ ہر سال زیادہ سے زیادہ لوگ سالانہ جلسہ میں شامل ہوں۔

ایک قسم کا ظلّی حج

اس جلسہ میں شمولیت معمولی بات نہیں بلکہ بہت سی برکات کا موجب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مشہور شعر ہے جسے بچے بھی پڑھتے پھرتے ہیں۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

میں نے ایک خطبہ جمعہ میں جلسہ سے پہلے سالانہ جلسہ میں شمولیت کی تحریک کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس میں شمولیت ایک قسم کا ظلّی حج ہے۔ الفضل میں جب یہ خطبہ شائع ہوا تو ہیڈنگ میں تو ایک قسم کا ظلّی حج کے الفاظ شائع کئے گئے لیکن خطبہ کے اندر سے "ایک قسم" کے الفاظ اڑ گئے جو میں نے کہے تھے۔

غیر مبائعین کے مذہب کا خلاصہ

میں کہتا ہوں اگر یہ الفاظ نہ بھی ہوں تو بھی جب ظلی حج کہا گیا تو اس کے یہی معنی ہیں کہ اصل حج قائم ہے۔ دیکھو جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلی نبی کہتے ہیں تو کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی رسالت نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مٹ گئی۔ مگر بعض لوگوں کی فطرت گندی ہوتی ہے اور وہ محض اعتراض کرنا ہی جانتے ہیں۔ ہمارے ایسے ہی دوستوں نے (میں انہیں دوست ہی کہوں گا) جن کے عقائد کا اگر کوئی خلاصہ پوچھے تو دو لفظوں میں یہ ہوگا کہ عداوتِ محمود۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی توحید پر بھی زور دوں تو وہ اس کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مخالفت شروع کر دیں گے۔ انہوں نے اعتراض کر دیا کہ قادیان کے جلسہ کو حج کا مرتبہ دے دیا گیا۔

غیر مبائعین کا فتویٰ

حالانکہ خود انہوں نے یہ فتویٰ دیا ہوا ہے کہ قادیان مکہ ہے جب اختلاف پیدا ہوا تو غیر مبائعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو بناء قرار دیتے ہوئے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں' لاہور کو مدینہ ٹھہرایا اور قادیان کو مکہ۔ چنانچہ لاہور کو عرصہ تک مدینۃ المسیح لکھتے بھی رہے۔ جب انہوں نے اپنے لئے

مدینہ تجویز کر لیا تو یقیناً مکہ جہاں حج ہوتا ہے ' ہمیں دے چکے۔ اس وقت چونکہ ان کے خیال میں فائدہ یہ کہنے میں تھا کہ قادیان مکہ ہے تاکہ وہ لاہور کو مدینہ کہہ سکیں اس لئے انہوں نے قادیان کو مکہ کہا لیکن اب اس میں مکہ کی برکات کا ذکر کیا گیا تو اپنی ہی بات کے خلاف کہنے لگ گئے۔ ان کی مثال شترمرغ کی سی ہے جب اسے کہا گیا کہ آؤ تم پر بوجھ لادیں تو اس نے کہہ دیا کیا مرغ پر بھی بوجھ لادا جاتا ہے اور جب کہا گیا کہ اُڑو تو اس نے کہہ دیا کیا شُتر بھی اُڑ سکتا ہے۔ جب لاہور کو مدینہ کہنے میں انہوں نے فائدہ سمجھا اس وقت قادیان کو مکہ کہہ دیا لیکن جب یہ کہا گیا کہ قادیان میں خدا تعالیٰ نے ایک قسم کے ظلّی حج کی برکات رکھی ہیں تو اسے کفر قرار دینے لگ گئے۔

حضرت مسیح موعود کے دو شعر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو نہایت ہی لطیف اشعار ہیں۔ اگر انہی پر غیر مبائعین غور کرتے تو انہیں سمجھ آجاتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں' تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

فرماتے ہیں۔ طبیبوں کو تم مسیح الملک کہتے ہو۔ پھر جسے خدا کوئی خطاب دے اس پر کیوں بُرا مناتے ہو۔

حج کو بھی شاعروں نے باندھا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

کسی کا دل ہاتھ میں لینے کو حجِ اکبر کہا گیا ہے لیکن میں نے تو حج بھی نہیں کہا تھا بلکہ ظلی حج کہا۔ مگر شاعر جو کچھ کہیں اسے تو بخوشی سن لیتے ہیں لیکن میں جو بات کہوں اسے کفر اور ضلالت قرار دینے لگ جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو یہ الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اس کے متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں۔ مگر غیر مبائعین مدینہ لاہور کو اور مکہ قادیان کو قرار دیتے ہیں۔ اسی بات پر وہ قائم رہیں تو قادیان کے جلسہ سالانہ میں

شمولیت کو ظلّی حج کہنا کوئی ناجائز نہیں۔ اگر میں یہ کہتا کہ مکہ معظّمہ کا حج موقوف ہو گیا اور اس کی بجائے قادیان آنا حج کا درجہ رکھتا ہے تب وہ اعتراض کر سکتے تھے۔ مگر مکہ معظّمہ کا حج تو قائم ہے۔

مسئلہ حج اور حضرت مسیح موعودؑ

میں نے جب غیر مبائعین کے اعتراض کے متعلق غور کیا تو معلوم ہوا کہ مجھے غلطی لگی ہے۔ جو کچھ میں نے کہا وہ غلط تھا لیکن یہ غلطی اس پلڑے کے لحاظ سے نہ تھی جس میں غیر مبائعین بیٹھے ہیں' بلکہ دوسرے پلڑے کی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ کمالات اسلام میں نواب محمد علی خاں صاحب کو جو ہمارے بہنوئی ہیں' قادیان آنے کی تحریک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربّانی"۔ [۴۲]

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں آنے کو حج قرار دیا ہے۔ ایک واقعہ مجھے بھی یاد ہے۔ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم شہید حج کے ارادہ سے کابل روانہ ہوئے تھے۔ وہ جب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حج کرنے کے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے۔ چنانچہ پھر صاحبزادہ صاحب حج کے لئے نہ گئے اور یہیں رہے کیونکہ اگر وہ حج کیلئے چلے جاتے تو احمدیت نہ سیکھ سکتے۔

پس غیر مبائعین کا اعتراض فضول ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان میں جو برکات رکھی ہیں اور خاص کر سالانہ جلسہ کی برکات ان کے لحاظ سے جلسہ میں شمولیت کو ایک قسم کا ظلّی حج کہنا بالکل درست ہے۔

ذکرِ الٰہی اور دعاؤں کی تاکید

اب میں جلسہ پر آنے والے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے بھی کچھ آداب ہیں۔ دوستوں کو چاہئے ان کو مدنظر رکھیں۔ اس بارے میں پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں کا آنا سیر و تماشا کے

طور پر نہیں ہوتا بلکہ عبادت کیلئے ہوتا ہے۔ دوسرے سفروں میں تو عبادت میں تخفیف ہو جاتی ہے مگر یہاں کا سفر چونکہ عبادت کیلئے کیا جاتا ہے اس لئے یہاں عبادت زیادہ کرنی چاہئے۔ پس جلسہ پر آنے والے دوست ان ایام میں ذکرِ الٰہی اور دعاؤں پر بہت زور دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو بابرکت ثابت کرے۔

مقبرہ بہشتی میں جانا

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو دوست آتے ہیں وہ مقبرہ بہشتی میں ضرور جایا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقبرہ بہشتی اسی لئے قائم کیا گیا کہ ہمیشہ آنے والی نسلیں وہاں جائیں اور دین کیلئے قربانی کرنے والوں کیلئے دعائیں کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ بہت سے دوست وہاں جاتے ہوں گے مگر میرا خیال ہے بہت سے اصحاب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں یہ بات بھول جاتی ہوگی کہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے والے سب کیلئے دعا کریں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر دعا کر کے واپس آجاتے ہوں گے۔ مقبرہ بہشتی میں دفن کر کے کتبے لگانے کا مطلب یہی ہے کہ ان سب کیلئے دعائیں کی جائیں۔ باقی رہا یہ کہ دعا کس طرح کی جائے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ ایک جگہ کھڑے ہو کر سب مدفون اصحاب کیلئے دعا کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر جا کر دعائیں کرنے کے متعلق بعض ہدایات بھی بیان کرتا ہوں۔ جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کے متعلق لوگ غلطی سے مشرکانہ رنگ اختیار کر لیتے ہیں اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ دعا کرتے وقت ایسا رنگ نہ ہو۔ مثلاً اس طرح مخاطب کر کے دعا نہ کرنی چاہئے کہ اے خدا کے مسیح فلاں بات ہو جائے۔ اگر خدا تعالیٰ مکاشفہ کرادے تو چاہے جتنی باتیں کر لی جائیں لیکن عام حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد پورے کرنے اور آپ کے درجات بلند کرنے کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ میں یہ دعا ہمیشہ کیا کرتا ہوں کہ ہمارے لئے حکم ہے جب رسول سے کوئی مشورہ لے تو صدقہ کرے مگر ہم ان تک کچھ پہنچا نہیں سکتے اس لئے میں جو آیا ہوں تو یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی تو ہی ان کو ایسا روحانی تحفہ عطا کر جو پہلے عطا نہ کیا ہو۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ کیلئے دعا کو پہلے رکھ لیتا ہوں۔ مجھے خیال آیا کرتا تھا کہ جنازہ کی نماز میں درود کیوں پڑھا جاتا ہے اس کا پہلے ایک جواب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ سمجھایا کہ شاعر نے کہا تھا۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیَّ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْکَ كُنْتُ أُحَاذِرُ ؎۵

میں تو رسول کریم ﷺ کی وفات سے ڈرتا تھا جب آپ فوت ہو گئے تو اب جو چاہے مرے۔ اس جذبہ کے ماتحت جب کوئی کسی کا جنازہ پڑھتا ہے تو درود پڑھتے وقت یہ ظاہر کرتا ہے کہ مجھے رسول کریم ﷺ کی وفات کا غم بھولا نہیں وہ ابھی تک تازہ ہے اس لئے جنازہ کی نماز میں رسول کریم ﷺ پر درود پہلے رکھا۔

پھر ایک اور بات سمجھائی اور وہ یہ کہ جب کوئی مسلمان مرتا ہے تو امتِ محمدیہ میں کمی آ جاتی ہے اس وقت جنازہ پڑھنے والا کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خدایا اس کمی کو پورا کر دے۔ پس مقبرہ بہشتی میں جا کر دعا کرتے وقت رسول کریم ﷺ پر درود پڑھنا اور آپ کو دعا میں شامل کرنا ایک اہم چیز ہے۔

شعائر اللہ کی زیارت

پھر شعائر اللہ کی زیارت بھی ضروری ہے۔ یہاں کئی ایک شعائر اللہ ہیں۔ مثلاً یہی علاقہ ہے جہاں جلسہ ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤیا میں دیکھا کہ شمالی اور مشرقی طرف قادیان بڑھتی بڑھتی دریائے بیاس تک چلی گئی ہے۔ ادھر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کرتے ہوئے تشریف لائے تو جہاں مدرسہ ہائی کی عمارت ہے اس جگہ کے قریب فرمایا لوگ کہتے ہیں یہاں جنّ رہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے مجھے جو خبر دی ہے اس کے ماتحت بتاتا ہوں کہ یہاں آبادی ہی آبادی ہو گی۔

اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہئے تاکہ خدا تعالیٰ ان کی برکات سے مستفیض کرے۔ منارۃ المسیح کے پاس جب جاؤ تو یہ نہ سمجھو کہ یہ منارہ ہے بلکہ یہ سمجھو کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں مسیح موعود اُترا، اسی طرح مسجد اقصیٰ میں جب جاؤ تو یہ نہ سمجھو کہ وہ اینٹوں اور چونے کی ایک عمارت ہے بلکہ یہ سمجھو کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سے دنیا میں خدا کا نور پھیلا، پھر جب مسجد مبارک میں جاؤ تو یہ سمجھو کہ یہ وہ مقدس جگہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح قادیان کی آبادی کو دیکھو کہ پہلے پرانی آبادی کتنی تھی اور اب کس قدر پھیل چکی ہے اور کس طرح ترقیات ہو رہی ہیں۔

اسی طرح ایک زندہ نشان حضرت اُمّ المؤمنین ہیں۔ صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب آتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور باقی اُمّہات المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے اور ان کی دعاؤں کے مستحق بنتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اور پھر بعد میں بھی کئی لوگ حضرت اُمّ المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ نئے آنے والے لوگوں کو چونکہ اس قسم کی باتیں معلوم نہیں ہوتیں۔ پھر اتنے ہجوم میں یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ شائد حاضر ہونے کا موقع نہ مل سکے اس لئے میں نے یہ بات یاد دلا دی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے ملنا چاہئے کئی ایسے ہونگے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ہونگے اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہونگے مگر وہ ان میں سے ہیں جن کی تعریف خود خدا تعالیٰ نے کی ہے ان سے خاص طور پر ملنا چاہئے۔ اسی لئے میں نے منتظمین جلسہ سے کہا ہوا ہے کہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام میں سے کسی کا لیکچر ذکر حبیبؐ پر رکھنا چاہئے مگر اب کے نہیں رکھا گیا۔ یہاں ذکر حبیب کا جلسہ ہفتہ وار ہوتا ہے جو بہت مفید ہے۔

امامِ وقت سے ملاقات اور مصافحہ

جلسہ کے موقع پر خلیفہ سے ملاقات بھی ضروری چیز ہے مگر اس کے متعلق بعض ضروری باتیں ہیں جو یاد رکھنی چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خلفاء کی اپنی طرف سے بیعت نہیں ہوتی بلکہ رسول کی نیابت میں ہوتی ہے۔ ہمارے سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کی نیابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت خلیفہ کو حاصل ہوتی ہے۔ ادھر رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا قرار دیا ہے۔ چونکہ خلیفہ کے ہاتھ کو رسول کی نیابت حاصل ہوتی ہے اس لئے امام وقت سے مصافحہ کرنا بھی برکت رکھتا ہے۔ مگر وہ مصافحہ نہیں جو سخت ہجوم اور بھیڑ میں اس طرح کیا جاتا ہے کہ کچھ خود ٹھوکر کھائی اور کچھ مجھے زخم کر دیا۔ یہ مصافحہ ملاقات کے وقت کا مصافحہ ہوتا ہے اس وقت اگرچہ مصافحہ کیلئے بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے خدا تعالیٰ مأمورین اور خلفاء کی برکات کو مختصر وقت میں پورا کر دیتا ہے۔ اگر یہ بات ان کو حاصل نہ ہو تو وہ اپنا کام پورا ہی نہ کر سکیں۔ تو مصافحہ کے وقت خاص طور پر دعا کی جاتی ہے مگر آداب کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ اس

طرح نہیں ہونا چاہئے کہ ایک نے آگے سے ہاتھ کھینچا ہوا ہو تو دوسرا پیچھے سے کھینچنے لگ جائے۔ اگر مصافحہ کرنے کا موقع نکل گیا ہو تو جانے دینا چاہئے اور آگے سے مصافحہ کرنا چاہئے اسی لئے میں نے ملاقات کیلئے وقت رکھا ہوا ہے تاکہ ہر ایک کو مصافحہ کا موقع مل سکے۔

پھر بعض لوگ سمجھتے ہیں مصافحہ یا ملاقات کیلئے نذر ضروری ہے مگر یہ گندہ خیال ہے۔ اس کا ملاقات یا مصافحہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ** [6] اور جو مصافحہ کرتا ہے وہ ایک رنگ میں معیت حاصل کر لیتا ہے۔ دوستوں کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے ملاقات کیا کریں اور یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ ملاقات کیلئے یا بیعت کیلئے نذر ضروری ہے۔ معلوم ہوتا ہے عورتوں کو یہ باتیں نہیں بتائی جاتیں۔ اس دفعہ عورتوں نے جب بیعت کی تو ایک عورت کھڑی ہو کر کہنے لگ گئی تم نے بیعت کی ہے نذر کیوں نہیں دیتیں۔ میں نے اسے بہتیرا کہا بیٹھ جاؤ یہ کہنا گناہ ہے مگر وہ یہی کہتی گئی کہ یہ کس طرح گناہ ہے نذر دینی ضروری ہے۔ اس قسم کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔

ملاقات کرنے والے دوستوں کو میں ایک بات یہ کہنی چاہتا ہوں کہ ناخن کٹانا اسلام کی سنت ہے۔ مگر میں نے دیکھا کئی لوگ اچھی طرح ناخن نہیں کٹواتے۔ ایک صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا تو ان کے ناخن سے میرا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ مصافحہ نہ کرو یہ بھی نہیں کہتا کہ مصافحہ کرتے وقت جھپٹا نہ مارو۔ جلدی میں جھپٹا مارنا ہی پڑتا ہے مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ ناخن اچھی طرح کٹانے چاہئیں تاکہ مجھے زخم نہ لگے۔

میں نے ایک نصیحت یہ کی ہوئی ہے کہ ہماری جماعت کے دوست سونٹا رکھا کریں۔ یہ نصیحت اب بھی قائم ہے مگر اس میں مَیں ایک ترمیم کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مصافحہ کرتے وقت سونٹا ساتھ نہ ہو۔ سونٹا ہاتھ میں یا بغل میں دبائے ہوئے مصافحہ کرنے سے وہ سیدھا میرے منہ کی طرف ہوتا ہے اور اس کے لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

قادیان آنا اور مکان بنوانا

ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جلسہ کے بغیر بھی دوستوں کو قادیان آتے رہنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جو بار بار قادیان نہیں آتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے خطرہ ہے۔ ادھر یہاں کی بود و باش کو آپ نے ضروری قرار دیا ہے۔ پس احباب کو چاہئے کہ قادیان کو زندگی میں وطن بنانے اور مر کر مدفن بنانے کی کوشش کریں اسی کے ماتحت میں نے ایک تحریک کی ہے

کہ مکانات بنوانے کیلئے ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں شامل ہونے والوں کیلئے پچیس روپیہ کا ایک حصہ رکھا گیا ہے۔ دوست اس کمیٹی میں شریک ہوں حصہ ڈالیں اور یہاں مکان بنوائیں۔ میں نے یہ بھی تحریک کی ہے کہ دس دس بارہ بارہ روپیہ کے حصص کی کمیٹی بھی بنائی جائے تاکہ کم آمدنی والے بھی مکان بنوا سکیں۔ اس طرح ایک تو قادیان میں دوستوں کے مکانات بنیں گے دوسرے قادیان کی مشرقی طرف آبادی بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوگی۔ میں خود اس کمیٹی کا حصہ دار ہوں مگر میں نے قرض لے کر ایک مکان بنوایا ہے کیونکہ اب ہمارے گھر میں اتنی تنگی ہے کہ ایک ایک کمرہ میں جیل کی اتنی جگہ کے مقابلہ میں دوگُنے افراد رہتے ہیں اس کمیٹی میں دوست شامل ہو سکتے ہیں۔ مجھے مکان بنوانے سے ہمیشہ ڈر آتا ہے۔ جو مکان بنوایا گیا ہے اس کے متعلق بھی میرے دل پر بوجھ ہے اس لئے دوستوں سے خواہش کرتا ہوں کہ دعا کریں خدا تعالیٰ اس مکان کو بابرکت کرے۔ میں تو اس میں رہنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا میرے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکان ہی بہترین ہے مگر جو نسل اس میں جا کر رہے اس کیلئے دعا کی جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات سے اسے حصہ ملے۔

سلسلہ کی مالی حالت

میں نے اس سال اعلان کیا تھا کہ چندہ خاص نہ لیا جائے گا باوجودیکہ مجلس مشاورت کے وقت جو بجٹ پیش ہوا اس میں چندہ خاص کی مَدّ رکھی گئی تھی اور احباب نے اس کے رکھنے پر زور بھی دیا تھا مگر میں نے اس سال کے لئے چندہ خاص نہ رہنے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجٹ میں ۵۵ ہزار کی کمی ہو گئی ہے اور اس وقت کارکنوں کی تین تین ماہ کی تنخواہیں واجب الادا ہیں تاہم ارادہ یہی ہے کہ سال کے آخر تک چندہ خاص کی تحریک نہ کی جائے گی۔

مجلس مشاورت کے نمائندے

مگر قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہر سال جماعتوں کے نمائندے مجلس شوریٰ کے موقع پر بجٹ پر غور کر کے اسے پاس کرنے کی سفارش کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ اس بجٹ کو پورا کریں گے۔ مگر پھر صدائے برنخواست کا معاملہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یا تو جماعتیں ایسے لوگوں کو مجلس مشاورت میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتی ہیں جو انہیں جا کر کچھ بتاتے ہی نہیں۔ یا پھر ایسے لوگوں کو بھیجا جاتا ہے جن کا جماعتوں میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو

دور ہونی چاہئیں۔ مجلس شوریٰ میں وہی لوگ آنے چاہئیں جن کے تسلیم کردہ فیصلوں پر جماعتیں عمل کرنے کیلئے تیار ہوں۔

جماعتیں بجٹ پورا کریں

خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ **اَمْرُ هُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ** مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ جب رسول یا امام کوئی فیصلہ کر دے تو خواہ اپنی رائے کے خلاف ہی ہو تو بھی مان لینا چاہئے۔ مگر میں نے کبھی مالی معاملات میں نمائندگان مجلس مشاورت کے مشورہ کے خلاف نہیں کیا۔ پس جب وہی بجٹ منظور کیا جاتا ہے جو جماعتوں کے نمائندے پیش کرتے ہیں تو احباب کو چاہئے کہ اپنا اپنا بجٹ پورا کیا کریں۔ اس وقت تک جو بقائے ہیں' وہ ادا کر دیں اور آئندہ کیلئے باقاعدگی اختیار کریں۔

مشکلات

میں جانتا ہوں کہ جماعت کیلئے بھی مجبوری ہے کیونکہ بجٹ تو اتنے ہی رکھے گئے جتنے پہلے ہوتے تھے۔ مگر گورنمنٹ نے ملازموں کی تنخواہیں کم دی ہیں۔ اس کا اثر چندہ کی کمی پر پڑنا لازمی تھا۔ اسی طرح زمینداروں نے جب غلہ بیچا اُس وقت سستا تھا اور جب مہنگا ہوا تو بنیوں کے گھر جا چکا تھا اس طرح فائدہ بنیوں نے اٹھایا۔ یہ مشکلات ہیں مگر وہ مومن ہی کیا جو مشکلات سے گھبرا جائے اور انہیں دور کرنے میں پوری طاقت نہ صرف کر دے۔

ریزرو فنڈ

میں سمجھتا ہوں کہ اب سلسلہ کی ایسی حیثیت ہے کہ ضروری ہے ہم ایک مستقل فنڈ جاری کریں۔ رسول کریم ﷺ کے وقت بھی بعض جائدادیں اسلامی کاموں کیلئے وقف کر دی گئی تھیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کیا گیا۔ ہمیں بھی ریزرو فنڈ قائم کرنا چاہئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اس کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور سندھ میں زمین خریدی گئی ہے۔ زمین اعلیٰ درجہ کی ہے' وہاں اجناس کے ریٹ بھی اچھے ہیں۔ بیس سال کی قسطوں پر ساری قیمت ادا کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تیس ہزار روپیہ سلسلہ کی طرف سے داخل کر دیا گیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ کام مفید ثابت ہو گا کیونکہ فوراً ہی غیر مبائعین کا اعتراض پہنچا کہ لو اب جائیدادیں خریدی جا رہی ہیں۔ دراصل میں نے یہ سلسلہ کیلئے بطور ریزرو فنڈ زمین خریدی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اسی کی آمدنی سے اگلی قسطیں ادا ہو سکیں گی۔ یہ پانچ لاکھ کا سودا ہے جو بیس سال میں ادا کرنا ہے ۲۵ ہزار سالانہ قسط کا دینا ہو گا مگر امید کی جاتی ہے کہ تیس چالیس ہزار سالانہ آمدنی ہو سکے گی۔ اس طرح قسطیں بآسانی ادا کی جا سکیں گی اور شائد بعض حالات میں کچھ رقم بچ بھی سکے۔ غیر مبائعین نے ایک زمین چالیس

مربعے خریدی تھی اور اس پر بڑا فخر کیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے ہمیں سَو مربع دے دیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی اقتصادی حالت

کوئی احمدی بے کار نہ ہو

اب میں جماعت کی اقتصادی حالت کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ پہلے فردی حالت کو لیتا ہوں۔ اسلام قطعاً یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی انسان نکمّا رہے ہر شخص کو کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہئے مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے ہزاروں افراد نکمے بیٹھے رہتے ہیں اور جب ان سے پوچھو تو کوئی نہ کوئی عُذر پیش کر دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کوئی ملازمت نہیں ملتی، کبھی کہہ دیتے ہیں تجارت کرنا چاہتے ہیں مگر روپیہ نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان تجارت کرنا نہیں جانتے وہ بڑا سرمایہ چاہتے ہیں۔ نہ انہیں وہ مل سکتا ہے اور نہ کام کر سکتے ہیں۔ لیکن ہندو تھوڑے سے تھوڑے سرمایہ سے تجارت شروع کر دیتے ہیں اور پھر کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنے اس طریقِ عمل کی اصلاح کرنی چاہئے' اپنا رویہ بدلنا چاہئے اور ہر حال میں بے کاری سے بچنا چاہئے۔ میرے نزدیک بیکار رہنا خودکشی کے مترادف ہے کیونکہ ایک سال بھی جو بے کار رہا اسے اگر کوئی عمدہ ملازمت مل جائے تو بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکے گا کیونکہ بے کاری کی زندگی انسان کو بالکل نکمّا کر دیتی ہے اور کوئی کام کرنے کی ہمت باقی نہیں چھوڑتی۔ اس حالت سے بچنے کیلئے چاہئے کہ خواہ کوئی بی۔ اے ہو یا ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہو یا بیرسٹر ہو یا ولایت کی کوئی اور ڈگری رکھتا ہو' اگر اسے کوئی ملازمت نہیں ملتی یا حسبِ منشاء کام نہیں ملتا تو وہ معمولی سے معمولی کام حتّٰی کہ ایک جگہ سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ پھینکنا ہی شروع کر دے لیکن بے کار اور نکمّا ہرگز نہ رہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھے گا' خواہ وہ کام کتنا ہی معمولی ہو تو اس سے امید کی جا سکے گی کہ مفید کام کر سکے گا۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اپنے علاقہ کے احمدیوں کے متعلق تحقیقات کریں کہ ان میں سے کتنے بے کار ہیں اور پھر انہیں مجبور کریں کہ وہ کوئی نہ کوئی کام کیا کریں۔ لیکن اگر وہ کوئی کام نہ کر سکیں تو انہیں قادیان بھیج دیا جائے تاکہ یہاں آکر وہ آنریری کام کریں۔ جب تک یہ حالت نہ ہو کہ ہماری جماعت کا کوئی انسان بے کار نہ ہو' اس وقت تک

جماعت کی اقتصادی حالت درست نہ ہوگی۔

مسلمانوں کے بزرگوں کا طریقِ عمل

کسی شخص کو کوئی کام کرنے میں کسی قسم کی عار نہیں ہونی چاہئے مسلمانوں میں یہ کتنی خوبی کی بات تھی کہ ان کے بڑے بڑے بزرگوں کے نام کے ساتھ لکھا ہوتا ہے رسی بٹنے والا یا ٹوکریاں بنانے والا' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے علماء اور امام عملاً کام کرتے تھے اور کام کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ تجویز کی تھی کہ ایک کلب بنائی جائے جس کا کوئی ممبر راج کا' کوئی معمار کا' کوئی لوہار کا کام کرے تاکہ اس قسم کے کام کرنے میں جو عار سمجھی جاتی ہے وہ لوگوں کے دلوں سے نکل جائے اب بھی میرا خیال ہے کہ اس قسم کی تجویز کی جائے۔

دوسروں کی امداد کرو

پھر جہاں میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری جماعت کا ہر ایک فرد کام کرے۔ جو بے کار ہے وہ اپنے لئے کام تلاش کرے اگر کوئی اعلیٰ درجہ کا کام نہیں ملتا تو ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنے میں بھی عار نہ سمجھے اگر دوست ایسا کریں تو دیکھیں گے کہ جماعت میں اتنی قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی کہ کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا وہاں دوسری طرف میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے جو لوگ ملازم ہیں' انہیں چاہئے کہ دوسروں کو ملازم کرائیں' جو تاجر ہیں انہیں چاہئے دوسروں کو تجارت کرنا سکھائیں' جو پیشہ ور ہیں انہیں چاہئے دوسروں کو اپنے پیشہ کا کام سکھائیں۔ یہ صرف دنیوی طور پر عمدہ اور مفید کام نہ ہوگا بلکہ دینی خدمت بھی ہوگی اور بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا۔

ایک طریق

ایک طریق کام چلانے کا وہ بھی ہے جو بوہروں میں رائج ہے ان میں سے اگر کوئی بے کار ہو جائے' تجارت نہ چلتی ہو اور اس کے پاس سرمایہ نہ ہو' تو بوہرے اس طرح کرتے ہیں کہ پنچائت کر کے فیصلہ کر دیتے ہیں فلاں چیز فلاں کے سوا اور کوئی نہ بیچے۔ دوسرے دکاندار وہ مال اسے دے دیں گے۔ مثلاً دیا سلائی کی ڈبیاں ہیں جب یہ فیصلہ کر دیا جائے کہ فلاں کے سوا اور کوئی دیا سلائی کی ڈبیاں نہ بیچے تو جتنے بوہروں کے پاس یہ مال ہوگا وہ سب اس کو دے دیں گے اس طرح اس کا کام چل جاتا ہے مگر اس کیلئے بڑی جماعت کی ضرورت ہے۔ جہاں چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہوں وہ اس طرح کر سکتی ہیں کہ ایک دُکان کھُلوا دی جائے اور یہ عہد کر لیا جائے کہ تکلیف اُٹھا کر بھی سب کے سب اسی سے سودا خریدیں گے۔

مسلمانوں میں تجارت کبھی ترقی نہ کر سکے گی جب تک وہ اس قسم کی پابندی اپنے اوپر عائد نہ کریں گے۔ ہماری جماعت اگر اس طریق کو چلائے تو بیسیوں لوگ تاجر بن سکتے ہیں۔

قومی نقطہ نگاہ سے اقتصادی حالت

پھر قومی نقطہ نگاہ سے بھی اپنی اقتصادی حالت کا اندازہ کرنا چاہئے اس کے متعلق پہلی نصیحت میں نے یہ کی تھی کہ جہاں تک ہو سکے مسلمان اپنی ضروریات کی چیزیں مسلمان دکانداروں سے خریدیں اور کھانے پینے کی چیزیں جو ہندو کسی مسلمان سے نہیں خریدتے وہ تو قطعاً مسلمانوں کو ہندوؤں سے نہ خریدنی چاہئیں۔ یہ اول درجہ کی بے حیائی ہے کہ وہ چیزیں جو مسلمان کا ہاتھ لگ جانے کی وجہ سے ہندوؤں کے نزدیک ناپاک ہو جاتی ہیں، وہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی خرید کر استعمال کریں۔ کئی دوست اس تحریک پر عمل کرتے ہیں مگر کئی نہیں بھی کرتے اور دوسرے مسلمان تو بالکل نہیں کرتے۔ ہماری جماعت کے جو دوست اس پر عمل نہیں کرتے وہ خود عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو عمل کرنے کی تحریک کریں اور جہاں جہاں مسلمانوں کی دُکانیں نہیں ہیں، وہاں احمدیوں کی دُکانیں کھُلوادیں اور ان کی مدد اس طرح کریں کہ ضروریات کی چیزیں انہی سے خریدیں۔

ہوزری کمپنی کی تحریک

دوسرا طریق یہ ہے کہ مشترک سرمایہ سے کام کیا جائے وہ کام جو افراد نہیں کر سکتے، قوم کر سکتی ہے۔ اسی سلسلہ میں مَیں نے مجلس شوریٰ میں یہ تجویز منظور کی تھی کہ جرابیں وغیرہ بُننے کیلئے کمپنی بنائی جائے اس کے کچھ حصے قادیان اور باہر کے لوگوں نے خریدے ہیں۔ لیکن کام شروع کرنے کیلئے کم از کم بائیس ہزار روپیہ ضروری ہے۔ افسوس کہ جماعت نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ حالانکہ مجلس مشاورت میں شریک ہونے والے دوست یہ عہد کر کے گئے تھے کہ ہم اس کمپنی کی بنی ہوئی چیزیں خریدیں گے اور میں نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر اس کمپنی کی جرابیں پورے سائز کی نہ ہونگی تو خواہ وہ کتنی ہی خراب ہوں ہم وہی پہنیں گے اور ان پر اعلیٰ درجہ کی جرابوں کو ترجیح نہ دیں گے۔ تمام جماعتوں کو چاہئے کہ اس ہوزری فیکٹری کے حصے خریدیں۔ اس رنگ میں عمدگی سے تجارتی کام چلایا جا سکتا ہے۔ ہوزری کے کام کو اس لئے چُنا گیا ہے کہ یہ تھوڑے سرمایہ سے چلایا جا سکتا ہے جب یہ تجویز کی گئی تھی، اس وقت بارہ ہزار سرمایہ کی ضرورت تھی لیکن اب بائیس ہزار کی ہے۔ اور اگر اب بھی کام نہ چلایا گیا تو ممکن ہے پھر

پچاس ہزار کی ضرورت پیش آئے۔ اگر سرمایہ زیادہ ہو جائے تو اس کام کو اور زیادہ بڑھایا جا سکتا ہے یعنی بُنیانیں اور کپڑا بُننے کا کام شروع کیا جا سکتا ہے۔

قومی سرمایہ سے کام جاری کرنے کی ضرورت

اس وقت مسلمانوں میں بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں اور وہ اُبھرنا چاہتے ہیں مگر ہندوؤں نے تجارت کا ایک ایسا حلقہ قائم کر رکھا ہے کہ مسلمان اُبھر نہیں سکتے۔ ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ ہم اپنی تنظیم کے ذریعہ اُبھر سکتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو سہارا دیکر کھڑا کر سکتے ہیں میری غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو اقتصادی طور پر جو کُچلا جا رہا ہے اس کا انسداد ہو جائے' مسلمان محفوظ ہو جائیں اور ارتداد کے گڑھے میں نہ گریں۔ اس کے علاوہ کئی ادنیٰ اقوام مسلمان ہونے کیلئے تیار ہیں مگر وہ کہتی ہیں کہ کام دو ہم کام کہاں سے دیں جب تک قومی طور پر کام شروع نہ کئے جائیں۔

میں اس کام کی مثال ایسی سمجھتا ہوں جیسے مظہر جان جاناں کا لڈو کھانا تھا۔ اس کے پاس ایک دفعہ بالائی کے لڈو لائے گئے جو بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کے ایک مخلص مرید تھے انہیں انہوں نے دو لڈو دیئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد پوچھا تمہیں لڈو دیئے تھے کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا وہ تو میں نے اسی وقت کھا لئے تھے۔ کہنے لگے کیا دونوں کھا لئے۔ انہوں نے کہا اتنے چھوٹے چھوٹے تو تھے ذرا سی دیر میں کھا لئے ان کے کھانے میں کونسی بات تھی۔ انہوں نے کہا کیا تمہیں لڈو کھانا نہیں آتا۔ مرید نے جواب دیا مجھے تو اسی طرح کھانا آتا ہے کہ منہ میں ڈال لیا اور کھا لیا اگر کوئی اور طریق ہو تو آپ بتا دیں۔ انہوں نے کہا اچھا پھر کبھی لڈو آئے تو بتائیں گے۔ ایک دن پھر کوئی مرید لڈو لایا اس پر مظہر جان جاناں نے اس مرید کو بلا کر کہا۔ دیکھو۔ اس طرح لڈو کھانا چاہئے یہ کہہ کر انہوں نے رومال بچھایا اور اس پر دو لڈو رکھ کر کہنے لگے غور کرو اس میں کیا کیا چیزیں پڑی ہیں اور پھر ان کو کتنے آدمیوں نے تیار کیا ہے اس لئے کہ مظہر جان جاناں لڈو کھائے سبحان اللہ یہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہہ کر ایک ذرا سا ٹکڑا منہ میں ڈالا اور پھر خدا تعالیٰ کے احسانات پر تقریر کرنے لگ گئے۔ اسی طرح کرتے رہے کہ اذان ہو گئی اور آپ نماز کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس طرح انہوں نے بتایا کہ لڈو کھانا بھی عبادت ہے۔ اگر اسے صحیح طور پر کھایا جائے یعنی لڈو نفس کیلئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانے کیلئے کھانا چاہئے۔

ہمارا فرض ہے کہ جماعت کی چاردیواری کو ہر طرف سے مضبوط کریں۔ اس کی ایک طرف کی دیوار اقتصادی حالت ہے اسے اگر مضبوط نہ کیا جائے تو سخت نقصان ہو گا۔ فی الحال جو چھوٹا سا کام شروع کرنے کی تجویز ہے اس میں احباب کو شرکت اختیار کرنی چاہئے۔ جب ہم اس کام میں روپیہ اس نیت سے لگا رہے ہیں کہ جماعت کی طاقت اور قوت بڑھے' جو بے کار لوگ ہیں وہ کام پر لگ جائیں' مسلمانوں کی اقتصادی حالت درست ہو سکے' اچھوت اقوام میں تبلیغ کر سکیں تو انشاء اللہ اس کمپنی کو کسی صورت میں بھی نقصان نہیں ہو گا اور اگر خدانخواستہ مالی لحاظ سے نقصان ہو تو خدا تعالیٰ دوسری طرح اسے پورا کر دے گا۔ بعض لوگ سٹور کے فیل ہونے سے ڈرے ہوئے ہیں مگر وہ منافع کیلئے کام شروع کیا گیا تھا اور اب جو کام شروع کیا جانے والا ہے اس کی غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو ترقی حاصل ہو اور اقتصادی پہلو سے ان کی حفاظت کر سکیں۔ پھر ترقی کرنے والی قوم کو اس طرح کی باتوں سے ڈرنا نہیں چاہئے کہ فلاں کام میں نقصان ہو گیا تھا اس قسم کا ڈر ترقی کے رستہ میں بہت بڑی روک ہے۔ انگریزوں نے جب ایسٹ انڈین کمپنی بنائی تو پہلے اس میں گھاٹا پڑتا رہا مگر انہوں نے استقلال کے ساتھ کام جاری رکھا آخر ہندوستان کی بادشاہت انہیں مل گئی۔ غرض قومی طور پر جو کام شروع کیا جائے وہ گو ابتداء میں معمولی نظر آئے' اس میں مشکلات ہوں' اس میں نقصان اٹھانا پڑے لیکن اگر قوم ہمت اور استقلال سے اسے جاری رکھے تو آخر کار عظیم الشان نتائج رونما ہوتے ہیں ہماری جماعت کو ایسی ہی ہمت دکھانی چاہئے۔

مسلمانانِ کشمیر کی امداد

اقتصادی حالت کی اصلاح کے ماتحت میں ایک اور سوال کو لیتا ہوں وہ مسلمانانِ کشمیر کا مسئلہ ہے۔ میں اس کو بھی سیاسی سوال نہیں بلکہ اقتصادی سوال سمجھتا ہوں کیونکہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ اقتصادی غلامی میں مبتلا ہے اور اگر یہ حصہ اقتصادی طور پر غلام رہے تو اس لحاظ سے مسلمانوں میں کمزوری پائی جائے گی۔ اسی وجہ سے میں نے اس معاملہ میں حصہ لیا ورنہ میں حصہ لینے کا کوئی حق نہ سمجھتا اور آج بھی نہیں سمجھتا ہوں مگر میں نے دیکھا مسلمانوں کی ایک بہت بڑی آبادی اقتصادی غلامی میں مبتلا ہے اسی لئے میں نے دوستوں کو مسلمانان کشمیر کی امداد کی طرف توجہ دلائی اور چندہ دینے کی تحریک کی۔ میں خوش ہوں کہ دوستوں نے توجہ کی اور ڈیڑھ ہزار کے قریب ہندوستان اور بیرون ہند سے ماہوار چندہ آجاتا ہے مگر اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے دس ہزار کے قریب

قرض ہو گیا ہے۔ اگر اس وقت کشمیر کے مسلمانوں کی امداد کا کام بند بھی کر دیا جائے تو بھی دس ماہ تک چندہ جاری رکھنا پڑے گا تاکہ قرض ادا ہو جائے۔ مگر ابھی کام ختم نہیں ہوا بلکہ بڑھ رہا ہے اور ابھی کم از کم ڈیڑھ دو سال تک جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کا خاصہ ہے کہ جس کام کو وہ ہاتھ میں لیتی ہے اسے مکمل کر کے چھوڑتی ہے اور اس بات کو ہمارے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس حد تک اس کام کو مکمل کریں جس حد تک تکمیل کی ضرورت ہے۔ پس میں توجہ دلاتا ہوں کہ دوست نہ صرف اس امداد کو جاری رکھیں بلکہ اسے دُگنی تگنی کر دیں اور کوشش کریں کہ نہ صرف ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ اس کام کیلئے ماہوار جمع ہو بلکہ دو اڑھائی ہزار تک آمد ماہوار ہو اور دو ڈیڑھ سال تک جاری رہے جب تک کہ وہاں کے لوگ کام کو سنبھالنے کے قابل نہ ہو جائیں اس امداد کو جاری رکھیں۔

میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ اس کام میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ میں نے اپنا ایک رؤیا بھی سنایا تھا اب چند ہی دن ہوئے میں نے ایک اور رؤیا دیکھا۔ میں نے دیکھا دروازہ پر آواز دی گئی ہے کہ باہر آئیں ایک ضروری کام ہے۔ جب میں باہر آیا تو دیکھا کہ دروازہ پر شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اور منشی برکت علی صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک پارسل ہے۔ پارسل رسیوں سے بندھا ہوا ہے اور اوپر مُہریں لگی ہوئی ہیں وہ کاغذات کا بنڈل معلوم ہوتا ہے انہوں نے بڑے ادب سے کاغذات پیش کئے۔ میرا ہی ادب نہیں کیا بلکہ کاغذات کا بھی ادب کیا۔ کہا۔ یہ پارسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بصیغہ راز بھیجا ہے اور اس میں تاکیدی ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی کہ حاجی نبی بخش کو بھی شامل کر لیا جائے۔

منشی برکت علی صاحب کے سپرد مَیں نے چندہ کشمیر کا کام کیا ہوا ہے اس وقت میرا ذہن اس طرف گیا کہ اس پارسل میں کشمیر کے متعلق خاص ہدایات ہیں تو میں اس کام میں خدائی ہاتھ سمجھتا ہوں۔ پہلے جب ایک دفعہ میں نے تقریر کی اور بتایا کہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ کشمیریوں کو آزادی حاصل ہو اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس کام میں ہے تو ادھر میں نے خطبہ پڑھا اور ادھر کشمیر کے حالات میں سخت خرابی پیدا ہو گئی۔ بڑے زور سے مسلمانوں پر تشدّد شروع ہو گیا انگریزی فوجیں ریاست میں داخل ہو گئیں اور حالات نہایت ہی خطرناک ہو گئے۔ اس

وقت بعض لوگ حیران ہو گئے کہ اب کیا ہو گا۔ مگر ایک مہینہ کے اندر اندر حالات بالکل بدل گئے اور وہ لوگ جو سختی کرنے والے تھے ریاست سے نکلوا دیئے گئے۔

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اپنے ہاں جا کر اس کام کو پہلے سے بھی زیادہ توجہ اور کوشش سے کریں اور کم از کم اڑھائی تین ہزار روپیہ ماہوار چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں دو ڈیڑھ سال تک غالباً اسے جاری رکھنے کی ضرورت ہوگی اس وقت تک جاری رکھا جائے۔

سلطنتِ مغلیہ کا آخری دور اور مسلمانوں کی حالت

اب میں سیاسی حالت کی طرف آتا ہوں۔ موجودہ زمانہ ہندوستان میں ایسا ہی ہے جیسا کہ حکومت مغلیہ کے آخر میں آیا تھا۔ اس وقت ایک طرف سے سکھ اٹھے اور دوسری طرف سے مرہٹے جنہوں نے مسلمانوں کو جو خانہ جنگیوں اور بے انتظامیوں کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے کچل کر رکھ دیا اور پنجاب میں تو سکھوں نے حد ہی کر دی ان کے دور میں کہیں اذان نہ دی جاتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ امرتسر میں کسی سکھ نے ایک مسلمان کو خط دیا کہ پڑھ دو۔ اس وقت سکھ کی قابلیت یہ سمجھی جاتی تھی کہ وہ پڑھا ہوا نہ ہو اور سکھ مختلف بہانوں سے لوگوں سے خط پڑھواتے تاکہ اگر کوئی پڑھ دے تو یہ اس کے مسلمان ہونے کی علامت ہوگی اور اسے مار دیا جائے۔ جسے خط پڑھنے کیلئے دیا گیا اس نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ سکھ نے کہا۔ نہیں۔ ضرور پڑھ دو۔ اس نے کہا۔ میں بالکل نہیں پڑھا ہوا۔ سکھ نے کہا۔ اگر تم پڑھے ہوئے نہیں تو یہ بالکل کا لفظ کہاں سے سیکھ لیا تم ضرور پڑھے ہوئے ہو یہ کہہ کر اس نے تلوار سے اس کا سر اڑا دیا۔

حضرت مسیح موعود کی بعثت

دراصل یہ عذاب تھا جو اس رنگ میں مسلمانوں پر نازل ہوا جس نے مسلمانوں کو پیس کر رکھ دیا۔ آخر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا اور مسلمان جب بے حد کمزور ہو گئے تو روحانی طور پر ان کی حفاظت کا سامان کیا گیا۔

ہندوؤں کی منظم سازش

اب ایک اور زمانہ آ رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریز ایک حد تک حکومت کر کے تھک گئے ہیں۔ **لَایَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا** [۵] تو خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ انگریزوں نے زبانی نہیں تو عملی طور پر کہہ دیا ہے کہ ہم تھک گئے

ہیں' ہندوستانی ہندوستان کی حکومت سنبھال لیں۔ ان حالات میں نہایت ہی نازک وقت آیا ہوا ہے ایسا نازک کہ اگر ذرا کوتاہی کی گئی تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ایک ایسی منظم قوم جسے سالہا سال سے یہ بتایا جا رہا ہے کہ مسلمان تمہارے دشمن ہیں' وہ مسلمانوں کے خلاف کھڑی ہو جائے گی۔ "ہندو راج کے منصوبے" کتاب میں جو مہاشہ فضل حسین صاحب نے شائع کی ہے' بڑے بڑے ہندو لیڈروں کے بہت سے اس قسم کے بیانات درج کر دیئے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کو کچل کر رکھ دو یا اپنے اندر شامل کر لو اور ہندوستان میں ہندو راج قائم کر لو۔

نہایت ہی تاریک مستقبل

ان حالات میں نہایت ہی تاریک مستقبل نظر آتا ہے۔ جس سے ڈر آتا ہے اور خطرناک ڈر اس لئے نہیں کہ اسلام کو مٹا دیا جائے گا یہ تو ناممکن ہے بلکہ اس لئے کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری کے انکار کی وجہ سے رومیوں کو کچل دیا گیا تھا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے مسلمانان ہند کو نہ کچل کر رکھ دیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی امداد اور اصلاح کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا آپ نے ایک جماعت قائم کی' عقل و سمجھ رکھنے والے لوگ مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اچھا کام کیا اور آپ کی جماعت اچھا کام کر رہی ہے مگر اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔ یہ مانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بڑی منظم جماعت ہے اس نے بڑا کام کیا ہے مگر ساتھ ہی کہتے ہیں اسے کچل دینا چاہئے۔ ان حالات میں مسلمانانِ ہندوستان کے متعلق جس قدر خطرات ہو سکتے ہیں' ان کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ایک طرف مسلمانوں کی پراگندگی اور آپس کے لڑائی جھگڑے اور دوسری طرف ہندوؤں کی ان کے خلاف تنظیم کوئی معمولی خطرہ کی بات نہیں۔

مسلمانانِ کشمیر پر مظالم

مسلمانانِ کشمیر پر جو مظالم کئے گئے وہ بھی ہندوؤں کی اسی سکیم کے ماتحت کئے گئے جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف تجویز کر رکھی ہے۔ موجودہ مہاراجہ صاحب نے پہلے جب حکومت ہاتھ میں لی تو ان کی توجہ مسلمانوں کی کمزور حالت کی اصلاح کی طرف تھی وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ترقی کریں مگر ہندو لیڈروں نے جب یہ طے کیا کہ پہلے ہندو ریاستوں میں مکمل ہندو راج قائم کرنا چاہئے تو انہوں نے راجوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ کشمیر میں بھی یہی کیا گیا اس کے بعد الور میں کیا جا رہا ہے۔

ہماری مشکلات

ہمارے لئے ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمارے اصول ایسے ہیں جن کے لحاظ سے ہم دوسرے مسلمانوں سے بعض باتوں میں تعاون نہیں کر سکتے۔ مثلاً ہمارا ایک اصل یہ ہے کہ کسی حکومت کے خلاف بغاوت اور قانون شکنی میں دوسرے مسلمانوں کا ساتھ نہ دیں تو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے والے اور کوئی کام نہ کرنے والے ہمیں قومی غدار قرار دینے لگ جاتے ہیں اور عوام کو ہمارے خلاف بھڑکانا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر جس حکومت سے مقابلہ ہو اس کے افسر ضدّ اور تعصّب کی وجہ سے احمدیوں پر بے جا تشدد اور ظلم شروع کر دیتے ہیں۔ کشمیر میں ایسے واقعات ہوئے۔ مثلاً ایک احمدی کو سخت مارنے پیٹنے کے علاوہ بالکل ننگا کر کے اس کی عورت کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور عورت کو بھی ننگا کیا گیا۔ ہمیں اس قسم کے جہالت اور وحشت کے واقعات بھی دیکھنے پڑیں گے مگر باوجود اس کے ہم کام کئے جائیں گے۔

ہر قدم پر خطرہ

ہمیں یہ یقین رکھنا چاہئے کہ ہمیں ہر قدم پر خطرہ ہے۔ ہم مسلمانوں کے لئے خواہ کتنی قربانیاں کریں ایسا موقع آئے گا جب وہ کہیں گے ان کو مارو اور کچلو اس وقت کمزور دل کہیں گے کیا ہمیں اس قوم کی مدد کرنے کے لئے کہا جاتا ہے جو ہماری ہی دشمن ہے اور ہمیں ہی کچلنا چاہتی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے ہم اس خدا کے بندے ہیں جو کافروں اور دہریوں کی بھی ربوبیت کرتا ہے ہمیں اس قسم کے نظاروں سے گھبرانا نہیں چاہئے اگر ہم رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے بندے ہیں تو ہمارے حوصلے بہت وسیع اور ہماری ہمتیں بہت بلند ہونی چاہئیں۔

مسلمانانِ ہند کی سیاسی نجات

میرے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی نجات بھی احمدیوں سے ہی وابستہ ہے۔ مسلمانوں میں بعض دیانتدار لیڈر ہیں جو قوم کا درد رکھتے ہیں مگر وہ استقلال سے کام نہیں کر سکتے جلد گھبرا جاتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں لڑ مرو حالانکہ مسلمان کا کام لڑ مرنا نہیں بلکہ لڑ مارنا ہے۔ خدا کا بندہ مقابلہ میں کیوں مرے، مرنا تو دشمن کے لئے ہے۔

مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت

ہمیں سیاسی معاملات میں حصہ لیتے ہوئے تین مشکلات کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ پہلی مشکل مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق ہے۔ ہماری ذمہ داری ہو گی کہ ہم مسلمانوں کے حقوق کی

حفاظت کریں مگر مشکل یہ ہے کہ اس میں خود مسلمان روک بنیں گے۔ مسلمانوں میں چونکہ تعلیم کم ہے اور عام لوگ سیاسیات سے واقف نہیں اس لئے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جس بات میں ان کا نقصان ہوتا ہے اسے اپنا حق قرار دے لیتے ہیں جیسا کہ ایک جماعت کہتی ہے مشترکہ انتخاب ہمارا حق ہے یہ ہمیں ملنا چاہئے۔

ایک گُرو اور چیلے کا قصہ

ایک قصہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں ایک گُرو اپنے چیلے کو لے کر جگہ بہ جگہ پھر رہا تھا۔ ایک مقام پر جب وہ گئے تو وہاں انہیں معلوم ہوا کہ یہاں ہر چیز ٹکے سیر بکتی ہے۔ چیلے نے کہا یہاں ٹھہرنا چاہئے یہ خوب مزا ہے کہ جو چیز چاہو ٹکے سیر لے لو۔ گُرو نے سمجھایا کہ جہاں ایسا اندھیر ہو وہاں نہ معلوم اور کیا کچھ ہوگا مگر چیلے نے کہا اور کیا ہو سکتا ہے یہاں ہی ٹھہریئے۔ کچھ عرصہ کے بعد راجہ کو رپورٹ کی گئی کہ ایک آدمی دیوار کے نیچے آکر مرگیا ہے۔ راجہ نے کہا یہ خون ہوا ہے اس کے بدلے دیوار کو پھانسی دے دی جائے۔ کہا گیا دیوار کو کس طرح پھانسی دی جائے۔ راجہ نے کہا دیوار کو نہیں تو دیوار کے مالک کو پھانسی دے دو۔ اس پر دیوار کے مالک کو پکڑ لائے۔ جب اسے پیش کیا گیا تو اس نے کہا مہاراج میرا کیا قصور ہے' دیوار راج نے خراب بنائی تھی اس لئے گر گئی۔ راجہ نے کہا ٹھیک ہے قصور راج کا ہے' اسے پکڑ کر لاؤ۔ جب اسے لایا گیا تو اس نے کہا میرا کیا قصور ہے گارا خراب تھا اس میں سقّہ نے پانی زیادہ ڈال دیا تھا۔ راجہ نے کہا سقہ گرفتار کر کے لایا جائے۔ جب وہ لایا گیا تو اس نے کہا اس وقت پاس سے ایک عورت گزر رہی تھی جسے ایک مرد اشارے کر رہا تھا' میں ان کی طرف دیکھنے لگ گیا اور مشک کا مونہہ بند کرنا بھول گیا۔ اس پر عورت کو لایا گیا۔ اس نے کہا میرا کیا قصور ہے' مجھے فلاں مرد اشارے کر رہا تھا۔ اس مرد کو پکڑ کر منگایا گیا اسے کوئی عُذر نہ سوجھا۔ اس پر فیصلہ کیا گیا کہ اسے پھانسی دے دی جائے۔ جب پھندا اس کے گلے میں ڈالا گیا تو وہ کُھلا تھا۔ اس کی اطلاع راجہ صاحب کو دی گئی۔ انہوں نے کہا اسے چھوڑ دیا جائے اور کوئی موٹا آدمی پکڑ لیا جائے جس کی گردن پھندے میں پوری آسکے۔ وہ چیلا مٹھائیاں کھا کھا کر بہت موٹا ہو چکا تھا اسے پکڑ لیا گیا۔ اس نے پوچھا۔ کوئی قصور بتاؤ۔ کہا گیا۔ یہی قصور ہے کہ تمہاری گردن پھندے میں پوری آئے گی۔ اس نے کہا۔ اچھا جس طرح مرضی ہو کرو مگر مجھے اپنے گرو سے مل لینے دو۔ جب وہ گُرو سے ملنے گیا تو اس نے کہا۔ میں نہ کہتا تھا یہاں نہ ٹھہرو۔ چیلے نے کہا۔ اب تو میں پھنس گیا کسی طرح نکالیں۔ گرو نے کہا۔ اچھا چلو میں بھی وہیں

آتا ہوں۔ جب چیلے کو پھانسی پر لٹکانے لگے تو گرو دوڑتا ہوا جا کر کہنے لگا۔ میرا حق ہے' پھانسی مَیں چڑھوں گا۔ میں اسی دن کے لئے تو عبادت کرتا رہا ہوں۔ چیلا کہے۔ نہیں میں چڑھوں گا۔ ان دونوں کو راجہ صاحب کے پاس لے گئے۔ کہ یہ کہتے ہیں آج جو پھانسی پر چڑھے گا سیدھا سُورگ میں جائے گا۔ راجہ نے کہا۔ یہ میرا حق ہے میں پھانسی پر چڑھوں گا۔ اس طرح راجہ پھانسی پا گیا۔

اسی قسم کا حق وہ مسلمان مانگتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مشترکہ انتخاب ہمارا حق ہے۔ جہاں مسلمانوں میں ایسا طبقہ ہو جو پھانسی کو اپنا حق سمجھے اس کے متعلق سمجھ سکتے ہو' اس کی کتنی درد ناک حالت ہے۔ بہرحال مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ خواہ ہم کتنی خدمت کریں وہ یہی کہیں گے کہ یہ قومی غدار ہیں۔ مگر ہمیں ایسی باتوں کی کوئی پروا نہیں کرنی چاہئے بلکہ دیانت داری کے ساتھ اپنے کام پر قائم رہنا چاہئے اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنا چاہئے۔

تمام اقوام کے حقوق کی حفاظت

دوسرے ہمارا یہ بھی فرض ہو گا کہ اگر تمام کے تمام مسلمان مل کر بھی چاہیں کہ غیر قوموں کے متعلق عدل و انصاف کو مدنظر نہ رکھا جائے تو ہم بالکل انکار کر دیں۔ ہم رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے خلیفہ ہیں اس نے ہماری جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ ہم دنیا میں حق اور عدل کو قائم کریں اس وجہ سے ہمارا فرض ہے کہ تمام اقوام کے حقوق کی حفاظت کریں خواہ وہ ہم سے لڑ ہی رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت کوئی ایسا معاملہ پیش آ جائے جس سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہو لیکن کسی دوسری قوم سے ناانصافی ہوتی ہو اس وقت گو ہمیں بہت مشکل پیش آئے گی لیکن ہمارا فرض ہو گا کہ ناانصافی کرنے والوں کا ساتھ نہ دیں بلکہ جن کا حق مارا جاتا ہو ان کی امداد کریں۔

قانون شکنی کرنے والوں سے مقابلہ

تیسری مشکل یہ ہے کہ بغاوت اور قانون شکنی کرنے والوں کے جب ہم خلاف ہوں گے تو وہ ہمارے بھی دشمن ہو جائیں گے اور کہیں گے یہ غدار ہیں۔ مگر ان تمام مشکلات سے گزرتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ راستی کو قائم کریں۔ ہم خدا تعالیٰ کے ایک مأمور کے ماننے والے ہیں اور وہ کسی خاص قوم سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ساری دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور ساری دنیا کے

فائدہ کے لئے مبعوث ہوا ہے۔

مُسلم کانفرنس اور الٰہ آباد کانفرنس

میرے نزدیک موجودہ حالات میں مسلمانوں کے مطالبات انصاف پر مبنی ہیں۔ الٰہ آباد کی کانفرنس نے غلطی کی وہ مسلمانوں میں شقاق پیدا کر رہی ہے اور عملاً نظر آ رہا ہے کہ لڑائی جھگڑے زیادہ بڑھ رہے ہیں مگر ہم کسی ایک فریق پر الزام نہیں لگا سکتے۔ وجہ یہ کہ جہاں مسلم کانفرنس کے مطالبات ٹھیک ہیں وہاں وہ الٰہ آباد کانفرنس کے خلاف ایک غلطی کر رہی ہے اور وہ یہ کہ اس میں شریک ہونے والے مسلمان لیڈروں نے ابھی کوئی فیصلہ کیا ہی نہیں تھا کہ انہیں غدار قرار دے دیا گیا۔ یہ طریق کام کرنے کا نہیں۔ چاہئے کہ ہم ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ میرے نزدیک مناسب نہ تھا کہ اس موقع پر ہندو مسلمانوں کی کانفرنس ہو مگر جب ہوئی تو ہمارا فرض تھا کہ اس میں شریک ہونے والوں کو ان کی غلطی دلائل سے سمجھاتے نہ کہ سوٹے سے۔ اس طریقِ عمل سے ہم بہت نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے مسلمان لیڈروں کو غدار کہنا ٹھیک نہیں ان میں دیانت دار اور خدمت گزار لوگ بھی موجود ہیں مگر اسی طرح پھانسی پر چڑھ رہے ہیں جس طرح راجہ چڑھا تھا۔

احمدیوں کو نصیحت

ہماری جماعت کے جو دوست سیاسی امور میں حصہ لیتے ہیں وہ مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کے متعلق میرے مضامین پڑھیں اور اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں کو ان کے مطالب سمجھائیں۔ میرے نزدیک مسلم کانفرنس جو مطالبات پیش کر رہی ہے وہ صحیح ہیں اور الٰہ آباد کانفرنس میں حصہ لینے والے جس رنگ میں سیاسی امور طے کر رہے ہیں وہ غلط ہیں اور مسلمان کے لئے نقصان رساں۔

قتل و غارت کی خطرناک تحریک

ایک اور خطرناک تحریک ملک میں جاری ہے اور وہ قتل و غارت کا سلسلہ ہے۔ ایک جماعت ایسی ہے جو کہتی ہے کہ انگریزوں کو اور ان سے تعاون کرنے والوں کو مار دیں گے۔ میرے نزدیک یہ تحریک انگریزوں کے خلاف اتنی نقصان رساں نہیں ہے جتنی مسلمانوں کے لئے ہے۔ جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے وہاں ہی یہ تحریک زوروں پر ہے مگر مسلمان اس میں شامل نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے لئے خطرات

پنجاب میں، بنگال میں اور صوبہ سرحد میں یہ تحریک زیادہ پائی جاتی ہے اور انہی علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے مگر مسلمان اس میں شامل نہیں صرف ہندو ہی اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس کے معنی کیا ہیں یہ کہ مسلمان کو ڈرایا جا رہا ہے کہ دیکھو جب انگریزوں سے ہم یہ سلوک کر رہے ہیں جو ہر قسم کی طاقت رکھتے اور ہندوستان میں حکمران ہیں تو تمہاری کیا حقیقت ہے کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں ٹھہر سکو۔ مسلمان چونکہ بے حد غیر منظم اور پراگندہ ہیں اس لئے اس تحریک کے خطرات مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ ہیں بہ نسبت انگریزوں کے اِس وجہ سے مسلمانوں کے لئے سیاسی لحاظ سے بھی اس تحریک کا مقابلہ کرنا ضروری ہے اور مذہبی لحاظ سے اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ ہماری جماعت اس لئے کھڑی ہوئی ہے کہ شرارت کو دور کرے خواہ کوئی شرارت کرے، انگریز کرے یا ہندو۔

کانگرسی اور تحریک تشدّد

میں نے قتل و غارت کی اس خطرناک تحریک کے متعلق بڑا مطالعہ کیا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کئی کانگرسی اس میں شامل ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے روپیہ کانگرس مہیا کرتی ہے بحیثیت جماعت نہیں بلکہ ذمہ دار کانگرسی افراد روپیہ سے مدد کرتے ہیں۔ قتل و خونریزی کے حادثات کے متعلق جب بھی کانگرسیوں کی طرف سے نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے تو دورخی طریق اختیار کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ کہا جاتا ہے کہ کانگرس تشدد کو پسند نہیں کرتی لیکن دوسری طرف تشدّد کا ارتکاب کر کے سزا پانے والوں کو قوم کے لئے قربانی کرنے والے قرار دیا جاتا ہے اور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ان پر رحم کرنا چاہئے۔ لیکن اگر ان کو رحم کا مستحق سمجھا جاتا ہے تو انگریزوں پر کیوں نہ رحم کرنا چاہئے۔ جب قاتلوں اور خونریزی کرنے والے کے مقابلہ کے لئے کوئی تجویز کی جاتی ہے تو کانگرس والے بے چین ہو جاتے ہیں حالانکہ ہر وہ شخص جو ہندوستان کا خیر خواہ کہلاتا ہے، اسے قتل و غارت کرنے والوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو طریقِ عمل ایسے لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے اس سے کبھی حکومت نہیں مل سکتی۔

خونریزی کرنے والوں کی جماعت

خونریزی کرنے والوں کو خون بہانے کی عادت ہو جاتی ہے اور وہ خون کرتے جاتے ہیں جس سے ان کے اخلاق مٹ جاتے ہیں اور وہ عقل کی حدود سے گزر کر جنون میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھنا

چاہئے۔ عقل اور جنون کے درمیان بہت باریک پردہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کوئی شخص کسی بُرے قتل کا ارتکاب کرلے تو دوسری دفعہ اس کے کرنے میں اس کے لئے اتنا حجاب نہ رہے گا جتنا پہلے ہوگا اسی طرح جو لوگ قتل کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے نفس پر دوسروں کا خوں بہانا قابو پالیتا ہے اور پھر وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل کرنے لگ جاتے ہیں۔

اسلام کا حکم اور بانیٔ اسلام کا عمل

اس نقص کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام نے دشمن پر حملہ کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اندفاع کا حکم دیا ہے۔ساری عمر میں رسول کریمؐ نے صرف ایک دفعہ دشمن پر حملہ کیا اور وہ بھی اس وقت جبکہ وہ آپ کے سر پر پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے اس کا مقابلہ کرنا چاہا مگر آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا۔ اسے آنے دو۔ جب وہ قریب آیا تو آپ نے اسے نیزہ ذرا سا چبھو دیا۔ اس پر وہ بھاگا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ کیوں بھاگے۔ تو اس نے کہا۔ ساری دنیا کی آگ اس چھوٹے سے زخم میں بھر دی گئی ہے۔ تو رسول کریمؐ نے ساری عمر میں کبھی کسی کی جان نہ لی بلکہ جب مُجرموں کے قتل کا سوال سامنے آیا تو آپ نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ معافی مانگ لیتے یا سفارش کراتے تو میں انہیں چھوڑ دیتا۔

پوری طرح مقابلہ کرنے کی ضرورت

میرے نزدیک انارکسٹ، قوم کے اخلاق کو کُچلنے والے ہیں اور اُس چیز کو کُچلنے والے ہیں جسے قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے اس لئے انگریزوں سے زیادہ ہمیں اس تحریک کے متعلق فکر کرنا چاہئے۔ انگریزوں کو تو اپنی جان ہی کی فکر ہے۔ لیکن ہمیں لوگوں کی روح کی فکر ہے پس ہمیں اس تحریک کا پوری طرح مقابلہ کرنا چاہئے۔

قاتل اور ڈاکو حکومت نہیں کرسکتے

پھر یاد رکھنا چاہئے دنیا میں قاتل اور ڈاکو حکومت نہیں کرسکتے۔ اگر فاتح ہو جائیں تو ان کی فتح عارضی ہوتی ہے وہ حکومت ہرگز قائم نہیں رکھ سکتے اس لئے جن لوگوں نے قتل و خونریزی کی راہ اختیار کر رکھی ہے وہ ہندوستان کے دوست نہیں بلکہ بہت بڑے دشمن ہیں۔ ان کے ذریعہ ہندوستان میں قومی حکومت قائم نہ ہوگی بلکہ ہندوستان کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

انگریزوں کا قصور

میرے نزدیک اس بارے میں انگریزوں کا بھی قصور ہے۔ وہ ایسی پالیسی پر چلے ہوئے ہیں کہ صحیح طریقِ عمل اختیار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

میں نے کئی بار ذمہ دار انگریزوں کو بتایا ہے کہ جو طریق انہوں نے اختیار کیا ہوا ہے اس کے ذریعہ کامیابی نہ ہوگی۔ اس وقت انارکسٹوں کا مقابلہ صوبجاتی حکومتیں کرتی ہیں لیکن جب ایک صوبہ میں آرڈیننس جاری کیا جاتا ہے تو وہ دوسرے صوبہ میں چلے جاتے ہیں اور وہاں شرارت کا بیج بو دیتے ہیں۔ پھر اگر سارے ہندوستان میں ان کے خلاف کارروائی کی جائے تو بھی کامیابی نہ ہوگی کیونکہ جس کو مارنے کا منصوبہ کیا جائے وہ اگر مارنے والوں کو کہے کہ ایسا نہ کرو تو ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ کوشش غیر جانبدار لوگوں کی طرف سے ہونی چاہئے۔ دیکھو جسے قتل کیا جانے والا ہو وہ اگر قاتل سے کہے قتل نہ کرو تو اس کا کوئی اثر نہ ہو گا لیکن اگر غیر جانبدار کہے کہ یہ کام ٹھیک نہیں ایسی شرارت نہ کرو تو اس کا زیادہ اثر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ریاستوں میں بھی جب تک اس تحریک کی روک تھام نہ کی جائے یہ تحریک رُک نہیں سکتی۔

کیا کرنا چاہئے

میں نے جہاں یہ کہا ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تحریک کے خلاف تمام صوبوں اور ریاستوں میں یکدم کام شروع کیا جائے اور یہ کام حکومت کی طرف سے نہیں بلکہ عام لوگوں کی طرف سے ہونا چاہئے وہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے اس کام کی ابتداء ہونی چاہئے۔ اس کی طرف سے اس کام کے لئے جب دعوت دی جائے گی تو ریاستیں بھی شامل ہو جائیں گی۔ اس طرح ایک مجلس کی جائے جس میں سب پارٹیوں کے نمائندے شریک ہوں حکومت کا صرف یہ کام ہو کہ مختلف گروہوں کے نمائندوں کو ایک جگہ جمع کر دے۔ پھر وہ مجلس حکومت سے آزاد ہو کر کام کرے۔ لارڈ اِرون سابق وائسرائے ہند کے سامنے میں نے یہ تجویز پیش کی تو انہوں نے کہا۔ تجویز بہت اچھی ہے مگر ابھی شورش ہے' ذرا امن ہو لے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ لارڈ ولنگڈن موجودہ وائسرائے ہند سے جب میں ملا اور یہ تجویز پیش کی تو انہوں نے کہا۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ لارڈ اِرون نے کس طرح کہا کہ ابھی اس تجویز پر عمل کرنے کا وقت نہیں یہی تو اس پر عمل کرنے کا وقت ہے اور یہ بہت مفید تجویز ہے میں جلد مشورہ کر کے اس پر عمل کروں گا۔ مگر ابھی تک مشورہ نہیں ہو سکا حالانکہ اس تحریک کا مقابلہ کرنے کا یہی طریق ہے کہ ایک ایسی مجلس قائم کی جائے جس میں تمام قوموں کے نمائندے شریک کئے جائیں۔ کانگرس کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے پھر ہر علاقہ میں اس کی شاخیں قائم کی جائیں اور کام شروع کیا جائے۔

عباد اللہ کی تحریک

ہمارا فرض ہے کہ اس تحریک کا مقابلہ کریں اور خدا کے فضل سے ہمارے پاس ایسے سامان ہیں کہ ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مَیں نے عباد اللہ کی تحریک کی ہے اور اس کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ ۱۶ سے ۳۵ سال تک کے لوگ اس میں شامل ہوں۔ اس انتظام کو اگر اچھی طرح چلایا جائے تو بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے۔ جس طرح ہماری جماعت خدا کے فضل سے منظم ہے اس طرح سکھ بھی منظم نہیں اور ہندو بھی نہیں۔ ہم ہر جگہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور امن کے قیام میں حصہ لے سکتے ہیں۔

اخلاقی فرض

یہ سیاسی کام ہی نہیں بلکہ ہمارا اخلاقی فرض بھی ہے کہ ایسا کریں۔ قوموں میں خرابی نوجوانوں کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہے اور نوجوانوں میں خرابی بیکاری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب نوجوانوں کے لئے اس قسم کا شغل پیدا کر دیا جائے جیسا کہ عباد اللہ کے لئے تجویز کیا گیا ہے اور ہر نوجوان کو یہ احساس کرایا جائے کہ وہ قومی سپاہی ہے اور اس کا فرض ہے کہ ملک میں جو فتنہ و فساد رونما ہو اسے دور کرے تو اس طرح نوجوانوں کو اپنی اصلاح کا موقع بھی ملتا رہے گا اور ان کی اخلاقی حالت بہتر ہو جائے گی۔

احباب کو نصیحت

پس میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ پورے طور پر اپنے اپنے علاقہ میں کوشش کریں کہ عباد اللہ کی کمیٹیاں مقرر کی جائیں۔ ابھی تک اس قسم کی بہت تھوڑی کمیٹیاں بنی ہیں اگر انتظام مکمل ہو جائے تو اس سے بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔ ملک سے کامیابی کے ساتھ بدامنی دور ہو سکے گی، قتل و غارت کی تحریک کا مقابلہ کیا جا سکے گا اور اہل ملک کے اخلاق کو اعلیٰ درجہ کا بنایا جا سکے گا۔

سلسلہ کی تمدنی ضرورت

اب میں سلسلہ کی تمدنی ضروریات کو لیتا ہوں۔ بظاہر تمدن ایک معمولی چیز نظر آتا ہے مگر دراصل اس کی تفصیل کی حد نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک بات کو یوں کر لیا تو کیا اور ووں کر لیا تو کیا، معمولی بات ہے مگر ان معمولی باتوں کا مجموعہ بہت بڑی بات بن جاتی ہے۔ کسی کے متعلق کہتے ہیں۔ اسے خیال تھا کہ میں بڑا بہادر ہوں اس کے اظہار کے لئے وہ شیر کی تصویر اپنے بازو پر گدوانے لگا۔ جب گودنے والے نے سوئی ماری تو اس نے پوچھا۔ کیا گودنے لگے ہو۔ اسے بتایا گیا شیر کا دایاں کان گودنے لگا ہوں۔ اس نے کہا اس کے بغیر شیر بن سکتا ہے یا نہیں۔ کہا گیا بن سکتا ہے۔ اس نے کہا اسے

چھوڑو اور آگے چلو۔ گودنے والے نے پھر سوئی ماری تو اس نے کہا کیا گودنے لگے ہو۔ بتایا گیا شیر کا بایاں کان۔ اس نے کہا اسے بھی چھوڑو' آگے چلو۔ اسی طرح جو عضو بھی گودنے لگتا کہہ دیتا اسے رہنے دو۔ آخر گودنے والے نے کہا۔ ایک آدھ چیز نہ ہو تب تو شیر رہ سکتا ہے لیکن اگر سب کے سب اعضاء چھوڑ دیئے جائیں تو پھر شیر کہاں رہ سکتا ہے۔ اسی طرح گو تمدن کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو مجموعی طور پر ان کا اخلاق پر بڑا بھاری اثر ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام کمزوریاں تمدن سے شروع ہوتی ہیں۔ مذہب میں بھی اسی سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ عام لوگوں کو اس سے بحث نہیں ہوتی کہ ملائکہ ہیں یا نہیں' اگر ہیں تو کیا چیز ہیں بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاملات کیسے ہیں۔ غیر مبائعین کو ہی دیکھ لو۔ جن لوگوں نے مرکز سے علیحدگی اختیار کی' ان کا ابتداء میں کوئی مذہبی جھگڑا نہ تھا ان کے مدنظر صرف یہ بات تھی کہ حضرت خلیفہ اول کے بعد کون خلیفہ ہو گا۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت خلیفہ اول کے وقت جب یہ سوال اٹھایا گیا کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے یا خلیفہ انجمن کے ماتحت تو لوگوں کو باہر سے بلایا گیا۔ اس دن میں نماز کے انتظار میں اپنے صحن میں اندر ٹہل رہا تھا اور بہت سے لوگ مسجد میں جمع تھے ان میں بہت جوش پایا جاتا تھا اور ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے سنا۔ اس وقت کہا جا رہا تھا حضرت مولوی صاحب جو چاہیں کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ کوئی بچہ نہ خلیفہ بن جائے۔ اس وقت میری سمجھ میں نہ آتا کہ بچہ سے کون مراد ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ میرے متعلق کہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے مسائل میں اختلاف پیدا کر لیا۔

اس طرح شیعہ سُنّی کا جو جھگڑا ہے' اس کی وجہ بھی ذاتی معاملات بنے۔ مسائل میں اختلاف بعد میں پیدا کر لیا گیا۔ اصل جھگڑا اسی بات سے شروع ہوا کہ حضرت علیؓ کیوں پہلے خلیفہ نہ بنے۔

غرض چھوٹے چھوٹے تمدنی جھگڑے ہوتے ہیں جو بعد میں بڑی باتیں بن جاتی ہیں اور مذہبی عقائد میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس اختلاف سے جماعت کو بچانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے مَیں چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

بیاہ شادی میں قومیت کی پابندیاں دور کرو

پہلی بات یہ ہے کہ اب تک ہماری جماعت میں بیاہ شادی کے متعلق قومی

سوال سختی سے اٹھایا جاتا ہے حتّٰی کہ ہم تو قوم در قوم کے اختلاف سُن کر چکرا جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے نیچے والوں کو اوپر اٹھایا جائے اور اوپر والوں کو نیچے لایا جائے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ نہ کوئی اوپر ہے اور نہ کوئی نیچے سب برابر ہیں لیکن سمجھا جاتا ہے کہ قومیت کے لحاظ سے بعض لوگ اوپر ہیں اور بعض نیچے' اس لئے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ آپس میں مل جائیں۔ یہ دو بھائیوں میں لڑائی والا معاملہ ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ فلاں بھائی چل کر دوسرے کے گھر جائے۔ بلکہ مشہور شاعر ذوق کی طرح یہ کہتے ہیں۔

بعد مدت کے گلے ملتے ہوئے آتی ہے شرم
اب مناسب ہے یہی کچھ تم بڑھو کچھ ہم بڑھیں

جن قوموں کو ایک دوسرے کے قریب سمجھا جاتا ہے انہیں چاہئے کہ آپس میں شادیاں شروع کر دیں تا کہ قومیت کی بیجا پابندیاں کسی قدر تو ڈھیلی ہو جائیں اور اس طرح قومیت کی اونچ نیچ کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔

لڑکی والوں کا شادی سے قبل کچھ لینا حرام ہے

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ شادی کے موقعہ پر روپیہ وغیرہ لینے کی رسم بھی پائی جاتی ہے اور یہ بات بردہ فروشی سے کم نہیں ہے۔ جو شخص لڑکی کی شادی کے سلسلہ میں روپیہ وغیرہ لیتا ہے اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا اور اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ جاتی ہے وہ لڑکے کی خوبیاں نہیں دیکھتا بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ مجھے کتنا روپیہ ملتا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ وہی روپیہ نہیں جو لڑکی کی ملکیت ہو بلکہ وہ بھی جو داماد کی ملکیت ہو لے لے مگر شادی کے بعد۔ شادی سے قبل کچھ لینا قطعاً ناجائز ہے۔ بردہ فروشی ہے اور یہ حرام ہے۔

بٹہ کی مذموم رسم

دوسری رسم بٹہ کی ہے۔ ملتان' جھنگ وغیرہ اضلاع جن میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے' وہاں یہ مرض جاری ہے اس کا نتیجہ بھی بُردہ فروشی ہے۔ لڑکی کے لئے اچھا رشتہ ہو تو اس لئے نہیں لیتے کہ لڑکے کے لئے بھی رشتہ ملنا چاہئے اور جہاں سے لڑکے کے لئے رشتہ مل جائے' وہاں لڑکی کا رشتہ کر دیتے ہیں خواہ وہ لڑکی کے لئے رشتہ موزوں نہ ہو۔ یہ بات بھی بہت بُری ہے اسے بھی دور کرنا چاہئے۔

بیاہ شادی میں سادگی اختیار کرو

تیسری بات یہ ہے کہ بیاہ شادی میں سادگی نہیں اختیار کی جاتی اس سے بھی خطرناک نقصان ہوتا ہے۔ اس کا

ایک نتیجہ تو یہ ہوتا ہے کہ شادی ہونے میں دیر لگتی ہے۔ لڑکی والوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کتنا زیور اور کتنا کپڑا دیا جائے گا۔ اگر یہ چیزیں ان کی منشاء کے مطابق نہ ہوں تو رشتہ نہیں کیا جاتا۔ ایسے لوگوں کی مثال اس پیر کی سی ہوتی ہے جو اپنے ایک مرید کے گھر گیا اور کہنے لگا۔ دیکھو! کسی قسم کا تکلّف نہ کرنا۔ پلاؤ تو آپ پکائیں گے ہی اور ملک کا دستور ہے ساتھ زردہ بھی ہو' کچھ حلوہ بھی پکا لینا۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں۔ ہم احمدی ہیں ہم نے سب رسمیں چھوڑ دی ہیں مگر اتنا ضرور ہو کہ کم از کم آٹھ سو کا زیور اور چھ سو کا کپڑا بنا لیا جائے۔ ہم نے رشتہ دار چھوڑے اپنی قوم کو چھوڑا' کیا اب بھی ہم تکلف کریں۔ گویا ان کے نزدیک اتنے زیور اور کپڑے کا مطالبہ تکلّف نہیں ہوتا۔ شادی کے موقع پر زیور اور کپڑے بطور تحفہ ہوتے ہیں۔ کوئی شخص یہ بے حیائی نہ کرتا ہوگا کہ کسی سے تحفہ مانگ کر لے مگر شادی بیاہ کے متعلق چونکہ یہ عادت ہو گئی ہے' اس لئے اس کا حسن و قبح نہیں دیکھا جاتا۔ اگر کسی شخص سے کہو' فلاں دوست سے جا کر کہے مجھے تحفہ کے طور پر کشمیر کی شال منگا دیجئے یا اوورکوٹ بنوا دیجئے تو وہ کہے گا کیا تم مجھے ایسا بے حیا سمجھتے ہو کہ میں اس قسم کی بات کہوں۔ مگر لڑکی کے رشتہ کے سلسلہ میں زیور کپڑا وغیرہ کا مطالبہ کرنے میں وہ یہی کرتا ہے اور اپنی لڑکی کے نام پر کرتا ہے یہ نہایت ہی شرمناک بات ہے۔ اس طرح بیاہ شادی میں رُکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور لڑکے لڑکی کی جوانی اور ان کے جذبات کو تباہ کیا جاتا ہے۔ کفو کا خیال ضروری ہے مگر اس کی حد بندی ہے اور وہ یہ کہ اپنی حیثیت کے قریب قریب کے خاندان میں رشتہ کر لیا جائے نہ کہ اپنے سے بہت اعلیٰ خاندان تلاش کیا جائے۔ اس قسم کی سختیوں کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ بیاہ شادی کی مشکلات بہت بڑھ گئی ہیں۔ چونکہ ہماری جماعت کے لوگ ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اس لئے پہلے ہی رشتوں کا پتہ نہیں لگتا اور اگر کسی جگہ پتہ لگے تو پھر اس قسم کے سوال اٹھائے جاتے ہیں کہ لڑکے کی تنخواہ کیا ہے' جائیداد کتنی ہے' زیور کتنا ہو گا' کپڑا کتنا۔ اگر یہ باتیں اپنی خواہش اور منشاء کے مطابق نہ ہوں تو انکار کر دیا جاتا ہے۔ اس قسم کی باتیں عیب ہیں اور ان کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کا توکل چھوڑ کر ایسی باتیں کرتے ہیں' خدا تعالیٰ بھی ان کی تجاویز میں برکت نہیں ڈالتا اور ہمیشہ ان میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔

معاملات کی صفائی اور معاہدات کی پابندی

ایک اور اہم بات معاملات کی صفائی ہے۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ جس طرح

ہمیں تکلیف ہوتی ہے اسی طرح اس کو بھی ہوتی ہے جس کا روپیہ دینا ہوتا ہے' تو پھر لین دین کے معاملات میں اتنی مشکلات نہ رونما ہوں۔ اگر کسی کے لئے آمدنی کی بالکل کوئی صورت نہیں تو اور بات ہے ایسی حالت میں لینے والے کو بھی اس پر رحم کرنا چاہئے لیکن اگر کچھ نہ کچھ آمدنی ہو اور وہ اپنے اوپر تو خرچ کی جائے لیکن جس کا قرض دینا ہو اسے کچھ نہ دیا جائے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ شریعت نے معاہدات کی پابندی نہایت ضروری قرار دی ہے۔ پابندی اختیار نہ کرنے والوں کی وجہ سے ضرورت مند اور وعدہ کا ایفا کرنے والوں کو بھی کوئی قرض نہیں دیتا۔ رسول کریم ﷺ معاہدات کی اس قدر پابندی کرتے تھے کہ جب آپ جنگ بدر کے لئے تشریف لے گئے تو صرف تین سو سپاہی آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت دو مسلمان مکہ سے بھاگ کر آپ کے لشکر میں آملے۔ جو بڑے جری اور بہادر تھے۔ تین سو کی تعداد کے لحاظ سے ان دو کی شمولیت بہت بڑی امداد تھی لیکن جب انہوں نے کہا کہ جس وقت ہم آرہے تھے اس وقت کفار نے ہمیں پکڑ لیا تھا اور پھر اس عہد پر چھوڑا کہ ہم ان کے مقابلہ پر نہ لڑیں گے مگر وہ کفار تھے ان سے معاہدہ کیا' حقیقت رکھتا ہے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ نہیں اس کی پابندی ضروری ہے اور ان کو لڑائی میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی۔ [۱] اسی طرح رسول کریم ﷺ کے ایک داماد جب مسلمان ہو گئے تو وہ مکہ گئے اور جن کا مال ان کے پاس تھا ان سب کو واپس دے کر پھر آئے۔ انہوں نے کہا۔ میں اگر چاہتا تو مدینہ میں ہی رہ جاتا مگر میں اس لئے آیا کہ تم یہ نہ کہو مسلمان ہو گیا ہے اور دیانت سے کام نہیں لیا۔ [۲] تو معاہدات کو نہایت تکلیف اٹھا کر بھی پورا کرنا چاہئے حتّٰی کہ موت قبول کر کے بھی پورا کرنا چاہئے تاکہ جماعت کی اقتصادی حالت درست ہو۔

دوسری بات یہ ضروری ہے کہ مال میں خواہ ذرا سا بھی نقص ہو' تاجر کو چاہئے خریدار کو بتا دے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو۔ اس طرح نقصان نہیں ہوتا بلکہ فائدہ ہی رہتا ہے۔ جب انسان دھوکا کی چیز بیچنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا تو مال خریدتے وقت خود بھی احتیاط نہیں کرتا لیکن اگر ناقص چیز گاہک اس سے نہ خریدے تو اسے خود بھی احتیاط کرنی پڑے گی۔ پھر معاملہ کی صفائی سے ایک قومی کیریکٹر بنتا ہے جو ساری قوم کے لئے نہایت مفید ہوتا ہے۔

تعلیم و تربیت

ایک اور ضروری معاملہ تعلیم و تربیت ہے۔ عام طور پر لوگ بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ سینکڑوں بچے ایسے ہیں خدا تعالیٰ

ان پر رحم کرے کہ جب ان کے ماں باپ فوت ہو گئے تو وہ خراب ہو گئے کیونکہ ان کی تربیت نہ کی گئی تھی۔ غور کرو ادھر اگر ہم لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور ادھر ہماری جماعت کے بچے تعلیم و تربیت نہ ہونے کی وجہ سے نکلتے رہیں تو فائدہ کیا ہوا۔ کیا جس مَشک میں سوراخ ہو' اس میں پانی ٹھہر سکتا ہے۔ پس ایک تبلیغی جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا خیال رکھے ورنہ وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ میں دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ پوری کوشش کریں۔ یہ کوشش ماں باپ ہی کر سکتے ہیں اور ضروری ہے کہ سارے کے سارے لوگ اس میں لگے رہیں۔ اگر سارے مصروف نہ ہوں تو پھر کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک دوسرے بچوں کی اصلاح نہ ہو اپنے بچوں کی بھی کوئی اصلاح نہیں کر سکتا۔ پھر تعلیم کا مفہوم صرف لکھنا پڑھنا سمجھا جاتا ہے مگر صحابہ کے نزدیک یہ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ سے جب پوچھا گیا کہ تعلیم کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ لکھنا' پڑھنا' حساب' تیرنا اور تیر چلانا' علم کے استعمال کرنے کے لئے طاقت اور ہمت نہایت ضروری چیز ہے۔ [۱۲] میں نے بہت سے صحابہ کے حوالے دیکھے ہیں جو تیرنا اور تیر چلانا تعلیم میں شامل کرتے ہیں۔ ہمارے بچے فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ تو کھیلتے ہیں مگر ان باتوں میں کوشش نہیں کرتے۔ فٹ بال وغیرہ اچھی کھیلیں ہیں مگر زندگی میں کام آنے والی نہیں اور تیرنا اور تیر چلانا ایسی باتیں ہیں جو ساری زندگی سے تعلق رکھتی ہیں ان کے ذریعہ طاقت آتی ہے' صحت حاصل ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ فن زندگی میں کام آتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ بچوں کو لکھنے پڑھنے کے ساتھ تیرنا' غلیل چلانا وغیرہ بھی سکھائیں۔ زمانہ تو بندوق چلانے کا ہے مگر جب تک بندوق چلانے کے لئے نہ ملے اس وقت تک جو کچھ میسر ہو اسی سے کام لینا چاہئے۔ ہاں اپنے بچوں کو یہ ضرور بتا دینا کہ غلیل وغیرہ کسی انسان پر نہ چلائیں یہ بہت اہم بات ہے۔ رسول کریم ﷺ بہت احتیاط کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فرمایا۔ جب کسی کو چُھری پکڑانے لگو تو سرا اُس کی طرف نہ کیا جائے بلکہ دستہ کیا جائے [۱۳] بچوں کو جب اس قسم کی تعلیم دو تو ساتھ **احتیاطیں** بھی ضرور سکھاؤ کہ کسی کو ضرر نہ پہنچانا۔

تمدنی ضرورتوں میں سے ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے۔ پہلے مَیں ذکر کر آیا ہوں کہ ایک دوسرے کی امداد کی جائے مگر جہاں میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو وہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ میں کسی کی

سفارش کروں تب مدد کی جائے۔ کہتے ہیں۔ اس طرح آپ کو دعا کرنے کی تحریک ہو گی مگر میں کسی مومن کے متعلق یہ توقع ہی نہیں رکھتا کہ جب وہ اپنے کسی بھائی کے کام آسکتا ہو تو کام نہ آئے۔ لیکن ایک اور بات ہے اور وہ یہ کہ ایک طبقہ ایسا ہے جو سفارش میں خلافت کو بھی کھینچ کر لانا چاہتا ہے۔ یہ بہت گری ہوئی اور نہایت قابلِ نفرت بات ہے۔ خلافت نبوت کی نیابت ہے اور نبوت خدا کی نیابت ہے پس خلیفہ کو ایسی جگہ کھڑا کرنا جہاں اس کی گردن نیچی ہو' بہت بڑی ہتک ہے۔ ہم دنیوی لحاظ سے بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں مگر یہ بھی سمجھتے ہیں کہ خلیفہ کا درجہ تمام دنیا کے بادشاہوں سے بڑا ہے۔ اگر کوئی یہ نہیں یقین رکھتا تو وہ محمد ﷺ کی رسالت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحیت سے واقف نہیں۔ خلیفہ کے پاس اس لئے آنا کہ ڈپٹی کمشنر یا کسی مجسٹریٹ کو سفارش کرائی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ کی ان حکّام کے سامنے نظر نیچی کرائی جائے اور اگر اس حد تک خلیفہ کی سفارش لے جائیں تو پھر خدا تعالیٰ پر توکل کہاں رہا۔ جو شخص کسی مجسٹریٹ کے لئے سفارش چاہتا ہے اسے تو مَیں مجرم سمجھتا ہوں۔ میں نے جب یہ رکھا ہے کہ اپنی جماعت کے کسی قاضی کے متعلق اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس نے کسی معاملہ میں کسی کی سفارش قبول کی ہے تو میں اسے نکال دوں گا تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی مجسٹریٹ سے خود سفارش کروں۔ بعض دفعہ کر دیتا ہوں مگر وہ اور رنگ کی سفارش ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ مقدمہ کا جلدی تصفیہ کر دیا جائے۔ اس قسم کی سفارش میں نقص نہیں مگر یہ کہ فلاں کے حق میں فیصلہ کیا جائے یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ میرا کیس اتنا اہم ہے کہ خلیفہ کو خود گورنر کے پاس جا کر کہنا چاہئے کہ فیصلہ میرے حق میں ہو۔ ایک شخص نے کہا۔ ہمارے علاقہ میں تبلیغ کا بڑا موقع نکلا ہے اور وہ یہ کہ مجھے نمبردار بنوا دیا جائے۔ میں متنبہ کرتا ہوں کہ اس قسم کی سفارشات چاہنا خلافت کی ہتک ہے اور اسے جاری نہیں رہنا چاہئے۔ اس قسم کے کاموں کے لئے مجھے مت کہا کرو بلکہ آپس میں بھی ایک دوسرے کو نہ کہا کرو اور خدا تعالیٰ پر توکّل کرو۔ جب ہمارے آپس کے ایسے تعلقات نہ تھے اس وقت کون حفاظت کرتا تھا۔ خدا پر ہی توکّل کرو تا کہ کسی مشکل اور مصیبت کے وقت خود خدا تمہاری سفارش کرنے والا ہو۔

سلسلہ کی مذہبی ضروریات

اب میں مذہبی ضروریات کو لیتا ہوں۔ یہ ضرورتیں دو قسم کی ہیں۔ اول بِلاواسطہ اثر ڈالنے والی اور دوم بِالواسطہ اثر

ڈالنے والی۔

انگلستان میں تبلیغِ اسلام کے اثرات

ابھی چند دن ہوئے' میں لاہور گیا تو مسلمانوں کے ایک لیڈر مجھ سے ملنے آئے۔ عبداللہ یوسف علی صاحب ان کا نام ہے' بہت قابل اور سمجھ دار آدمی ہیں' مسلمانوں میں جو اعلیٰ طبقہ ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں انگلستان میں رہتا ہوں۔ آپ کے مشن میں بھی جاتا ہوں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ آپ کے مشن کے ذریعہ کچھ لوگ مسلمان ہوئے ہیں مگر وہ بہت غریب طبقہ کے ہیں۔ کیا آپ امید رکھتے ہیں کہ ان کے ذریعہ یورپ کو مسلمان کرلیں گے۔ میں نے کہا ہاں میں مانتا ہوں کہ نَو مسلم غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ پھر آپ اس مشن پر اتنا روپیہ کیوں صرف کرتے ہیں۔ میں نے کہا اس لئے کہ جب ہم ہندوستان میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں مذہب کو کیا لئے پھرتے ہو' یورپ کے فلسفہ نے مذہب کو مٹا دیا ہے لیکن جب کوئی انگریز مسلمان ہوتا ہے اور ہندوستان میں اس کا اعلان ہوتا ہے تو وہ لوگ جو اہلِ یورپ کی تقلید میں مذہب کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے' انہیں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں بھی مذہب کے متعلق غور کرنا چاہئے۔ اس پر کہنے لگے میں سمجھ گیا آپ اس مشن سے بِلاواسطہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہر احمدی کو ڈاڑھی رکھنی چاہئے

غرض بعض باتیں بِلاواسطہ فائدہ دیتی ہیں۔ انہی میں سے ایک ڈاڑھی رکھنا ہے۔ ایک صاحب میرے پاس آئے اور آکر کہنے لگے کیا ڈاڑھی رکھنے سے خدا ملتا ہے۔ میں نے کہا۔ ڈاڑھی رکھنے سے نہیں مگر محمد ﷺ کی اطاعت کرنے سے خدا ملتا ہے آپؐ نے چونکہ ڈاڑھی رکھی اس لئے ہمیں بھی آپ کی تقلید میں ڈاڑھی رکھنی چاہئے۔

ہم نے حکم دیا تھا کہ ایسے لوگ سلسلہ کے کاموں میں افسر نہ بنائے جائیں گے جو ڈاڑھی منڈائیں اور فیصلہ کیا تھا کہ امپیریل سروس وغیرہ میں جہاں ڈاڑھی منڈانے کی مجبوری ہو' وہاں بھی ہم اجازت نہیں دیں گے کیونکہ ہم شریعت بدل نہیں سکتے۔ ہاں اتنا کریں گے کہ ان کو عہدہ سے محروم نہ کریں گے مگر اس پر پوری طرح عمل نہیں کیا جارہا اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض مخلص نوجوانوں نے بھی ڈاڑھی منڈانی شروع کردی ہے۔ ڈاڑھی رکھنا ایک ضروری امر ہے اور ہر احمدی کو اس کا احترام کرنا چاہئے۔

اوہام کا مقابلہ کیا جائے

دوسری ضروری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اوہام کا مقابلہ کیا جائے نبی اس لئے آتے ہیں کہ دنیا سے اوہامِ باطلہ مٹائیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ کل ہی ایک سوال پیش کیا گیا کہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں جو تعویذ اور ٹونے کرتے ہیں' کیا یہ جائز ہے۔ میرے نزدیک یہ نہایت ہی کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تعویذ دیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ دیا تھا مگر وہ واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ نورالدین صاحب جموں والے کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا انہوں نے مجھے کہا کہ میں حضرت صاحب سے ان کو تعویذ لے دوں۔ میری اس وقت بہت چھوٹی عمر تھی میں حضرت صاحب کے پیچھے پڑ گیا آپ نے دعا لکھ کر دی جو میں نے خلیفہ صاحب کو دے دی وہ دعا قبول ہو گئی اور خلیفہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے نرینہ اولاد دی۔ دراصل وہ دعا جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھی اسی وقت قبول ہو چکی تھی۔ آگے اس تعویذ کو باندھنا خلیفہ صاحب کا کام تھا اس کا دعا کی قبولیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔

پس لوگوں کا یہ خیال کرنا کہ اگر دعا کو لکھ لیا جائے اور لٹکا دیا جائے تب وہ قبول ہوتی ہے بیہودہ وہم پیدا کرتا اور ذکرِ الٰہی کرنے کی جڑ کاٹتا ہے۔ دعا لکھنا تو منع نہیں لیکن جس کی دعا میں یہ اثر نہیں کہ ایک سیکنڈ میں قبول ہو اس سے دعا لکھا کر یہ سمجھنا کہ اب ہم دعا کرنے سے فارغ ہو گئے بہت بڑی غلطی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے محروم کر دینے والی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو مثال پیش کی جاتی ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی کہ خدا تعالیٰ آپ کی دعا ایک سیکنڈ میں قبول کرلے مگر آپ نے بھی اپنے طور پر کبھی دعا لکھ کر نہ دی تاکہ غلط مثال نہ قائم ہو جائے بلکہ میرے اصرار پر ایک بار لکھی۔

دراصل تعویذ ایک قسم کا خیالی مسمریزم ہے اور اگر دعا ہے تو دعا لکھوا کر یہ سمجھ لینا کہ اب ہم فارغ ہو گئے دعا کرنے کی ضرورت نہیں رہی ایک بیہودہ بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَائِکَ [۴۲] اور خلیفہ نورالدین صاحب آپ کے شرکاء میں سے نہ تھے ان کے متعلق آپ نے جو دعا کی وہ قبول ہو گئی مگر یہ کسی اور کو تو نہیں کہا گیا پھر وہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی مثال اپنے لئے قرار دے سکتا ہے۔ غور کرو۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عادتاً تعویذ نہ لکھا کرتے تھے۔ نہ رسول کریم ﷺ نے ایسا کیا نہ آپ کے خلفاء نے پھر نہ حضرت خلیفہ اول نے کیا اور نہ مَیں کرتا ہوں۔ اگر کسی کو یہ دعویٰ ہے کہ اس کا تعویذ لکھنا مؤثر ہو سکتا ہے تو وہ آئے اور لکھے میں اس کے مقابلہ میں صرف ہاتھ لگا دوں گا اور خدا تعالیٰ اس سے فضل کرے گا۔ دراصل دعا کی جڑ انکساری اور تذلّل ہے اور تعویذ اس کی جڑ کو کاٹ دیتا ہے۔ اگر کوئی بات پوری بھی ہو جائے تو تعویذ لکھنے لکھانے والے یہ نہیں کہیں گے کہ خدا تعالیٰ نے دعا قبول کی بلکہ یہی کہیں گے کہ تعویذ کی برکت سے ایسا ہوا اور یہ شرک ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو تعویذ دیا ہے اس پر کیوں عمل نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ہر قسم کی تکلیف بیماری وغیرہ کے وقت یہ پڑھا کرو۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ [۵] ایک دفعہ دعا لکھ کر یہ سمجھ لینا کہ اس کا اثر ہوتا رہے گا وہی بات ہے جو ایک ہندو کے نہانے کے متعلق مشہور ہے جس نے سردی کے موسم میں دریا سے واپس آتے ہوئے پنڈت سے یہ کہہ کر تور اشنان سو مور اشنان سمجھ لیا تھا کہ میرا بھی اشنان ہو گیا۔ تعویذ بھی یہی ہوتا ہے کہ لکھا کر رکھ لیا اور سمجھ لیا کہ اب دعا کرنے سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اس قسم کی گندی باتوں کو مٹانا ہمارے فرائض میں داخل ہے کیونکہ یہ اس صحیح سپرٹ کو مٹانے والی ہوتی ہیں جسے پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے نبی آتے ہیں۔ اگر ان باتوں سے کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہم کی وجہ سے ہوتا ہے مگر وہم کو ترقی دینا سخت نقصان رساں ہے۔

تبلیغ احمدیت

تیسری چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ تبلیغ ہے۔ اس سال یوم التبلیغ کا اعلان کیا گیا تھا یہ اتنا بابرکت ثابت ہوا ہے کہ کئی لوگ جنہوں نے سالہا سال سے تبلیغ نہ کی تھی انہوں نے بھی اس دن تبلیغ کی۔ ابھی چند دن ہوئے ایک نواب صاحب آئے تھے ان کے ساتھ ایک معزز صاحب تھے جنہوں نے بیعت کی اور کہا یہ نواب صاحب کے یوم التبلیغ منانے کا نتیجہ ہے۔ دس بارہ سال سے ان سے میرا تعلق تھا لیکن کبھی انہوں نے تبلیغ نہ کی تھی۔ اس دن جو مَیں ان کے پاس گیا تو کہا آج ہمیں تبلیغ کرنے کا حکم ہے اور خوب تبلیغ کی اسی دن مَیں نے بیعت کر لی۔

اس دن ایسی مزیدار تبلیغ ہوئی کہ کئی دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ یہ دن بار بار آنا

چاہئے۔ میں ابھی ایسا تو نہیں کر سکتا مگر اسی دن پر نہیں رہنا چاہئے بلکہ جب تک دوسری دفعہ یوم التبلیغ آئے' اپنے طور پر بھی تبلیغ کرتے رہنا چاہئے مگر یاد رکھنا چاہئے صرف منہ کی باتوں سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے بھی تبلیغ کرو۔ تبلیغ اپنے اعمال میں درستی بھی پیدا کرتی ہے۔ جب دوسروں کو انسان تبلیغ کرتا ہے تو اسے اپنے متعلق شرم آ جاتی ہے کہ مجھے بھی اصلاح کرنی چاہئے۔ پس تبلیغ کرنا نہ صرف جماعت کی ترقی کا موجب ہے بلکہ اپنی اصلاح کا بھی موجب ہے۔

عبادات

چوتھی بات جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ عبادات ہیں۔ عبادت انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتی ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت کی اس طرف توجہ ہے مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگوں میں کمزوری ہے۔ ایک احمدی کا بھی نماز نہ پڑھنا۔ یا نماز پڑھنے میں سُستی کرنا میرے نزدیک قومی ہلاکت کے مترادف ہے۔ ہر ایک احمدی کو نہ صرف نماز کا بلکہ باجماعت نماز کا خیال رکھنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ نے باجماعت نماز کا بہت زیادہ ثواب بتایا ہے۔[۱۶] ہر احمدی کو چاہئے کہ نماز کی پابندی کرے اور کرائے اور بھی عبادات ہیں۔ مثلاً رمضان کے روزے ہیں۔ ذکر الٰہی بھی بہت ضروری اور مفید چیز ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں ذکر الٰہی دل کو صیقل کرتا ہے۔ اس کی طرف ہماری جماعت کے لوگوں کو اتنی توجہ نہیں جتنی ہونی چاہئے۔

سلسلہ کا لٹریچر پڑھنے کی تاکید

مذہبی طور پر' مَیں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مذہبی روح کے لئے سلسلہ کا لٹریچر نہایت ضروری چیز ہے مگر افسوس کہ جماعت کی عدمِ توجہی کی وجہ سے لٹریچر اتنا شائع نہیں ہوتا جتنا ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی کتابیں ایسی ہیں کہ جن کے اس وقت تک صرف ایک ایک دو دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ یہ خطرناک علامت ہے۔ دوستوں کو چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب خصوصیت سے زیادہ پڑھا کریں اور بکثرت اپنے گھروں میں رکھیں یہ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے نہایت قیمتی خزانہ ہے۔ پھر سلسلہ کے اخبارات بھی خریدنے چاہئیں "الفضل" کی پندرہ سال قبل جتنی اشاعت تھی اتنی ہی اب بھی ہے حالانکہ پچھلے دس سال کے متعلق ہمارا اندازہ نہیں بلکہ گورنمنٹ کی رپورٹ کہتی ہے کہ جماعت دوگنی ہو گئی ہے۔ مگر الفضل کی اشاعت اتنی ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نے الفضل کے متعلق اپنی ذمہ واری کو محسوس نہیں کیا۔ مذہب کو قائم رکھنے کے لئے

مذہبی روح کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ کے لٹریچر سے پیدا ہو سکتی ہے۔ احباب اسے پڑھا کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی توفیق دے۔

(الفضل ۳، ۵، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۵، ۱۷۔ جنوری ۱۹۳۳ء)

---

۱ النساء:۸۶

۲ بخاری کتاب الاحکام باب من لم یسال الامارة اعانه الله علیها

۳

۴ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۵۲ روحانی خزائن جلد ۵ مطبوعہ ۱۹۸۵ء

۵ شروح دیوان حسان بن ثابت صفحہ ۲۲۱ کتب خانہ آرام باغ کراچی

۶ التوبة:۱۱۹ ۷ الشوریٰ:۳۹ ۸ البقرة:۲۵۶

۹ لارڈ ولنگڈن: مدراس اور بمبئی کا گورنر۔ ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۶ء وائسرائے ہند رہا۔ دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس اسی کے عہد میں لندن میں ہوئی۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۸۱۰ مطبوعہ ۱۹۸۸ء)

۱۰ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب الوفاء بالعهد

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴ تذکرہ صفحہ ۲۶۔ ایڈیشن چہارم

۱۵ الفلق:۲ تا ۶

۱۶ بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰة الجماعة